کیا ڈیجیٹل تصویر
حرام ہے؟ ...... جی ہاں ...... مفتیان دارالعلوم دیوبند
اور
کیا ٹی وی چینل کے ذریعہ تبلیغ
کے ہم مکلف ہیں؟ ...... نہیں ...... علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ
تالیف
حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ مجاز
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
تلمیذ رشید
حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی
ناشر
جامعہ خلفائے راشدین
موبائل: 0333-2226051

کیا ڈیجیٹل تصویر

حرام ہے؟...... جی ہاں...... مفتیانِ دارالعلوم دیوبند

اور

کیا ٹی وی چینل کے ذریعہ تبلیغ

کے ہم مکلف ہیں؟...... نہیں...... علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ

تالیف

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مُجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

تلمیذ رشید

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی

ناشر

جامعہ خلفائے راشدین

مدنی کالونی، گریکس، ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

موبائل: 0333-2226051

فہرست

مقدمۃ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد! فأعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم یاًیها الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته و لا تموتن الا و أنتم مسلمون۔

ہر مسلمان پر تقوی کی زندگی گزارنا فرض ہے اور تقوی کے دو جزء ہیں، امتثال اوامر اور اجتناب عن النواہی۔ ان میں اہم اور مقدم اجتناب عن النواہی ہے۔ آپ نے اتق المحارم تکن أعبد الناس فرما کر بتلا دیا کہ سب سے اہم، مقدم اور سب سے بڑی عبادت منکرات اور مناہی سے اجتناب کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم مسلمان، کامل عابد اس وقت بن سکتے ہیں جب تمام منکرات کو ترک کر دیں۔

شیطان اور نفس کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کو کسی نہ کسی بہانے سے منکرات میں پھنسائے رکھے، چنانچہ زیر بحث مسئلہ یعنی تصویر سے متعلق سب جانتے ہیں کہ احادیث مبارکہ کے تواتر کے سبب اہل سنت و جماعت کا اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ جاندار کا مجسمہ اور تصویر دونوں شبیہ محرم میں داخل اور حرام ہیں، پھر بھی مختلف بہانوں اور رکیک تاویلات سے اس کبیرہ گناہ میں کتنے ہی دیندار لوگ صرف مبتلاء ہی نہیں بلکہ اس کے جواز اور ارتکاب کے داعی ہیں۔

ان تاویلات میں سے بعض نے ڈیجیٹل اور غیر ڈیجیٹل کی تاویل بھی کی ہے، اور دونو فرق کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ڈیجیٹل تصویر حرام نہیں ہونا چاہیے۔

نیز بعض نے ڈیجیٹل تصویر کو حرام قرار دیتے ہوئے جواز کی یہ تاویل کی ہے کہ دین کے لئے ڈیجیٹل تصویر کا استعمال جائز ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں اس وقت جو کتاب ہے وہ تین امور پر مشتمل ہے۔

(۱) تصویر کی حرمت کی احادیث مبارکہ لکھ دی گئی ہیں تاکہ تصویر کی شناعت اور قباحت اور اس پر شدید وعیدیں ہر قاری اور پڑھنے والے کے پیش نظر رہیں، جس سے ہر تاویل کی قوت اور ضعف کا با آسانی اندازہ کر سکے اور یہ جان سکے کہ اگر ان تاویلات کے بہانے سے اس منکر کا ارتکاب کیا گیا تو کیا کل قیامت کے دن ان شدید وعیدوں سے اپنی گردن بچا پائیں گے؟

(۲) قواعد فقہیہ کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ڈیجیٹل کی تاویل ایسی نہیں جو اس کو تصویر محرم سے خارج کر سکے۔

(۳) اس کی وضاحت ہے کہ جواز کی یہ تاویل کہ تبلیغ واشاعت دین کے لئے جائز ہے، بھی ایک رکیک تاویل ہے، جس پر اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے شدید نکیر فرمائی ہے بلکہ انہوں نے تو اس بہانے اور تاویل کو بجائے جواز، گمراہی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے اس سے بچنے کی وصیت فرمائی ہے .... ببین تفاوت رہ از کجا تا بہ کجا

(مفتی) احمد ممتاز

رئیس و مہتمم جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی ہاکس بے روڈ ماری پور کراچی

۲۸/شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

﴿جاندار کی تصویر کی حرمت پر احادیث مبارکہ﴾

(١) أن عائشة حدثته أن النبی ﷺ لم یکن یترک فی بیته شیئاً فیه تصالیب الا نقضه (صحیح البخاری ٢/٨٨٠ قدیمی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس پر تصاویر ہوں مگر اس کو کاٹ دیتے۔

(٢) سمعت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قدم رسول اللہ ﷺ من سفر و قد سترت بقرام لی علی سہوۃ لی فیه تماثیل فلما راہ رسول اللہ ﷺ هتکه، و قال: أشد الناس عذابا یوم القیامه الذین یضاهون بخلق اللہ قالت: فجعلناہ وسادۃ أو وسادتین (صحیح البخاری ٢/٨٨٠، الصحیح لمسلم ٢/٢٠٠)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ (کسی) سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے گھر کے طاقچہ پر ایک باریک سا پردہ لٹکایا تھا جس پر جاندار کی تصاویر تھیں، جب نبی کریم ﷺ نے اس پردے کو دیکھا تو اسکو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی نقالی کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے اس (پھٹے ہوئے) پردے سے ایک یا دو تکیے بنالئے۔

(٣) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قدم النبی ﷺ من سفر و علقت درنوکاً فیه تماثیل فأمرنی أن انزعه فنزعته (صحیح البخاری ٢/٨٨٠، صحیح مسلم ٢/٢٠٠)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ (ایک مرتبہ کسی) سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے ایک ایسا غالیچہ لٹکایا ہوا تھا جس پر جاندار کی تصویریں تھیں آپ ﷺ نے مجھے اسکے اتارنے کا حکم دیا تو میں نے اتار دیا۔

(٤) عن عائشة أنها اشترت نمرقة فیها تصاویر فقام النبی ﷺ بالباب فلم یدخل

فقلت: أتوب الی اللہ فما أذنبت؟ قال: ماھذہ النمرقة؟ قلت: لتجلس علیھا و توسدھا قال: ان أصحاب ھذہ الصور یعذبون یوم القیامة، یقال لھم: أحیوا ما خلقتم و ان الملئکة لا تدخل بیتاً فیه صور (صحیح البخاری ۲/۸۸۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک چھوٹا سا تکیہ خریدا تھا جس پر جاندار کی تصویریں تھیں، چنانچہ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو بجائے اندر داخل ہونے کے دروازے پر کھڑے رہے، میں نے عرض کیا: میں توبہ کرتی ہوں کیا میں نے کوئی گناہ کیا؟ فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں، فرمایا قیامت کے دن تصویر سازوں کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ (اب) تم اپنی ان بنائی ہوئی تصاویر میں روح (بھی) پھونکو، اور فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویریں ہوں۔

(۵) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا: دخل علی النبی ﷺ و فی البیت قرام فیه صور فتلون وجھه ثم تناول الستر فھتکه و قالت: قال النبی ﷺ: من أشد الناس عذاباً یوم القیامة الذین یصورون ھذہ الصور (صحیح البخاری ۲/۹۰۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور گھر میں ایک باریک سا پردہ تھا جس پر جاندار کی تصویریں تھیں (جس کو دیکھ کر غصے سے) نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ تبدیل ہوگیا پھر اس کے بعد اس پردے کو لے کر پھاڑ ڈالا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو تصویر سازی کا عمل کرتے ہیں۔

(۶) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: حشوت للنبی ﷺ وسادة فیه تماثیل کأنھا نمرقة فجاء فقام بین البابین و جعل یتغیر وجھه فقلت: مالنا یارسول

اللہ قال: ما بال هذه الوسادة؟ قلت: وسادة جعلتها لک لتضطجع علیها قال: أما علمت أن الملئكة لا تدخل بیتاً فیه صورة، و ان من صنع الصور یعذب یوم القیامة فیقول: أحیوا ما خلقتم (صحیح البخاری ۱/۴۵۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کے لئے ایک ایسا تکیہ تیار کیا جس میں تصویریں تھیں جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اندر داخل ہونے کی بجائے دروازے کے درمیان کھڑے ہوگئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا بات ہے؟ فرمایا یہ تکیہ کیسے؟ فرماتی ہیں میں نے جواباً عرض کیا یہ آپ ﷺ کے آرام کے لئے ہے، فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور ان تصویر سازوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی ان (بے جان) صورتوں میں روح پھونکو۔

(۷) قال دخلت مع أبی هریرة دارا بالمدینة فرئا فی أعلاها مصوراً یصور فقال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: قال اللہ تعالیٰ: ﴿ومن اظلم ممن ذهب یخلق کخلقی فلیخلقوا حبة و لیخلقوا ذرة﴾ ثم دعا بتور من ماء فغسل یدیه حتی بلغ ابطه فقلت: یا أبا هریرة! أشیء سمعت عن رسول اللہ ﷺ؟ قال: منتهی الحلیة.

(صحیح البخاری ۲/۸۸۰، الصحیح لمسلم ۲/۲۰۲)

ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ ؓ کے ساتھ مدینہ میں واقع ایک گھر میں داخل ہوا تو انھوں نے ایک تصویر ساز کو دیکھا کہ وہ گھر کے بالائی حصہ پر تصویریں بنا رہا ہے تو (یہ دیکھ کر) فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو میری صفتِ تخلیق کی نقالی کرے انہیں چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کر کے تو دکھائیں یا ایک چھوٹی چیونٹی پیدا کر کے دکھائیں" پھر حضرت ابوہریرہ ؓ نے پانی کا ایک

برتن منگوایا اور اس سے اپنے ہاتھوں کو بغلوں تک دھویا (ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ دیکھ کر) ان سے کہا کہ (ہاتھوں کو بغلوں تک دھونے کے بارے میں) کیا آپ نے نبی ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا (جنت میں) مؤمن کے بدن کا وہ حصہ روشن اور چمکدار ہوگا جس حصے تک وضو کا پانی پہنچا ہوگا۔

(۸) عن ابی هريرة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج عنق من النار يوم القيامة له عينان تبصران و اذنان تسمعان و لسان ينطق يقول: انی وكلت بثلاثة بكل جبار عنيد و بكل من دعا مع الله الها اخر و بالمصورين: هذا حديث حسن صحيح (جامع الترمذی ۲/ ۷۵،قديمی، مسند احمد،۲/ ۳۳۲، دار الباز)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روز قیامت آگ کی بنی ہوئی ایک گردن ظاہر ہوگی، اس کی دیکھنے والی دو آنکھیں ہونگی اور سننے والے دو کان ہونگے اور اسکی بولنے والی زبان ہوگی، وہ کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے، ہر ظالم و جابر سرکش پر، اور ہر اس شخص پر جو اللہ تعالی کے ساتھ دوسرے معبودان باطلہ کو پکارے، اور (جاندار کی) تصویر بنانے والوں پر۔

(۹) عن ابی هريرة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ان أصحاب الصور الذين يعملونها يعذبون بها يوم القيامة يقال لهم: أحيوا ما خلقتم (مسند احمد ۳/ ۷۹)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تصویریں بنانے والوں کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنی ان بنائی ہوئی تصاویر میں روح بھی پھونکو۔

(۱۰) عن أبی هريرة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من صور صورة كلف يوم القيامه ان ينفخ فيها الروح وليس بنافخ (سنن نسائی ۲/ ۳۰۱، ایچ ایم سعید)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کوئی تصویر بنائی تو قیامت کے دن اس کو اس بات کا مکلف اور پابند بنایا جائے گا کہ (اب) وہ (اپنی بنائی ہوئی) تصاویر میں روح بھی پھونکے اور وہ ان میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

(۱۱) عن أبی هريرة ﷺ قال: استأذن جبرئيل عليه السلام على النبی ﷺ، فقال: أدخل فقال: كيف أدخل؟ و في بيتك ستر فيه تصاوير فاما أن تقطع رؤسها أو تجعل بساطا يوطأ فانا معشر الملئكة لا تدخل بيتاً فيه تصاوير

(سنن نسائی ۲/ ۳۰۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (ایک مرتبہ) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ ﷺ نے فرمایا: اندر آیئے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کیسے اندر آؤں؟ حالانکہ آپ (ﷺ) کے گھر میں جو پردہ ہے اس پر تصویریں بنی ہوئی ہیں لہٰذا یا تو ان کے سر کاٹ دیں یا ان سے کوئی بچھونا تیار کرلیں جو پاؤں تلے روندا جائے کیونکہ ہم فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔

(۱۲) عن مجاهد قال نا أبو هريرة ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: أتانی جبرئيل عليه السلام فقال لی: أتيتک البارحة فلم يمنعنی أن أكون دخلت الا أنه كان على الباب تماثيل و كان فی البيت قرام ستر فيه تماثيل و كان فی البيت كلب فمر برأس التمثال الذی فی البيت يقطع فيصير كهيأة الشجرة و مر بالستر فليقطع فليجعل منه وسادتين منبوذتين توطئان و مر بالكلب فليخرج ففعل رسول الله ﷺ و اذا الكلب لحسن أو حسين كان تحت نضد لهم فامر به فأخرج

(سنن أبی داود، ۲/ ۲۱۷)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں

گزشتہ رات آپ کے پاس آیا تھا لیکن اندر داخل اس لئے نہیں ہوا کہ آپ کے گھر کے دروازے پر اور گھر میں موجود پردے پر تصویریں تھیں اور گھر کے اندر کتا تھا، لہٰذا اس تصویر کا سر کٹوا دیں، جس سے یہ درخت نما ہو جائے اور اس پردے کو کٹوا کر اس سے بیٹھنے کے لئے دو تکیے تیار کروالیں اور اس کتے کو گھر سے نکلوا دیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تو پتہ چلا کہ یہ کتا حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی کا تھا اور وہ ان کے (گھر کی) چارپائی کے نیچے تھا، پس نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کتے کو گھر سے نکال دیا گیا۔

(۱۳) عن سالم عن أبيه قال: وعد جبريل النبي ﷺ فراث عليه حتى اشتد على النبي ﷺ فخرج النبي ﷺ فلقيه فشكا اليه ما وجد فقال: انا لا ندخل بيتا فيه صورة و لا كلب (صحيح البخاري ۸۸۱/۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا لیکن وقت موعود پر نہیں آئے نبی ﷺ پر یہ (تاخیر) اتنی گراں گزری کہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے (جب آپ باہر تشریف لائے) تو ان سے ملاقات ہوئی اور اپنی اس حالت کی شکایت کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کسی جاندار کی تصویر یا کتا ہو۔

(۱۴) جاء رجل الى ابن عباس فقال: انى رجلٌ أصور هذه الصور فأفتنى فيها فقال له: أدن مني فدنا منه ثم قال: أدن مني فدنا حتى وضع يده على رأسه و قال: أنبئك بما سمعت من رسول الله ﷺ يقول: كل مصور في النار يجعل له بكل صورة صورها نفسا، فتعذبه في جهنم، و قال: ان كنت لا بد فاعلاً فاصنع الشجر و ما لا نفس له (الصحيح لمسلم ۲۰۲/۲)

ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں تصویر

ساز ہوں مجھے اس کے بارے میں فتویٰ عنایت فرمایئے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: قریب ہو جا پھر فرمایا اور قریب ہو جا یہاں تک کہ جب وہ بہت قریب ہوا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں آپ کو وہ بات بتا رہا ہوں جو میں نے خود رسول اکرم ﷺ سے سنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ شخص جو جاندار کی تصویر بناتا ہو جہنم میں جائے گا، اسکی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے میں ایک نفس مقرر کیا جائے گا جو اسکو عذاب دے گا اگر آپ کو تصویر ہی بنانی ہے تو درخت اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ۔

(۱۵) وقال عمر ﷺ: انا لا ندخل كنائسكم من أجل التماثيل التى فيها الصور و كان ابن عباس يصلى فى البيعة الا بيعة فيها تماثيل (البخارى ۱/۶۲)

حضرت عمر ﷺ نے یہودی اور عیسائیوں سے فرمایا کہ ہم تمہاری عبادت گاہوں میں جاندار کی بنی ہوئی تصاویر کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس یہودی عبادت خانے میں نماز نہیں پڑھتے تھے جس میں جاندار کی تصویریں ہوں۔

(۱۶) عن أبى جحيفة أن النبى ﷺ نهى عن ثمن الدم و ثمن الكلب و كسب البغى و لعن آكل الربوا و موكله و الواشمة و المستوشمة و المصور و فى رواية المصورين (صحيح البخارى ۲/۸۸۱)

حضرت ابوجحیفہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے (تین چیزوں سے) منع فرمایا:

(۱) خون کی قیمت سے (۲) کتے کے عوض سے (۳) زانی عورت کی کمائی سے اور (پانچ قسم کے لوگوں پر) لعنت فرمائی (۱) سود کھانے والے پر (۲) سود کھلانے والے پر (۳) ہاتھ وغیرہ پر پھول وغیرہ، گودنے والیوں پر (۴) اور گودوانے والیوں پر (۵) تصویر بنانے والے پر۔

(۱۷) عن جابر قال نهى رسول الله ﷺ عن الصورة فى البيت و نهى أن يصنع ذلك (جامع الترمذى ۱/۳۰۵)

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تصویر گھر میں رکھنے اور بنانے سے منع فرمایا۔

(۱۸) عن اسامة بن زيد قال دخلت على رسول الله ﷺ و عليه الكآبة فسئلته ماله؟ فقال: لم ياتني جبرئيل منذ ثلاث قال: فاذا جرو كلب بين بيوته فأمر به فقتل فبدا له جبرئيل عليه السلام فبهش اليه رسول الله ﷺ حين رآه فقال لم تأتني؟ فقال: انا لا ندخل بيتاً فيه كلب و لا تصاوير (مسند احمد ۲۰۳/۶)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے اوپر پریشانی کے آثار ظاہر تھے میں نے جب وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ جبرئیل امین تین روز سے نہیں آئے (اس کی وجہ یہ تھی کہ) آپ ﷺ کے کسی گھر میں کتے کا بچہ تھا جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے میں رکاوٹ بنا، پس آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو نبی ﷺ خوشی کی وجہ سے ان کی طرف تیزی سے اٹھ کر گئے اور تاخیر کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہم فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو یا اس گھر میں کتا ہو۔

(۱۹) أن عثمان بن عفان كان يصلى الى تابوت فيه تماثيل فامر به فحك
(مصنف ابن ابی شیبة ۳۹۹/۱)

حضرت عثمان ﷺ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے تابوت رکھا ہوا تھا جس پر جاندار کی تصویر بنی ہوئی تھی تو حضرت عثمان ﷺ نے حکم دیا کہ اس سے تصویر کو کھرچ کر ختم کر دیا جائے۔

(۲۰) عن ابى مسعود الأنصارى أن رجلاً صنع له طعاماً فدعاه فقال: أ فى البيت صورة فقال: نعم فأبى أن يدخل حتى كسر الصورة ثم دخل.
(اخرجه البيهقى فى سننه، ۲۶۸/۷، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

حضرت ابو مسعود ﷺ کو کسی نے کھانے کی دعوت دی آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے تو اندر

داخل ہونے سے قبل دریافت کیا کہ گھر میں کوئی تصویر تو نہیں؟ کہا گیا کہ ہے، آپ نے اندر داخل ہونے سے انکار کیا یہاں تک کہ اس کو توڑا گیا پھر اندر تشریف لائے۔

(۲۱) عن مسافع بن شيبة عن ابيه قال: دخل رسول الله ﷺ الكعبة فصلى ركعتين فرأى فيها تصاوير فقال: ياشيبة اكفني هذه فاشتد ذلك على شيبة فقال له رجل من أهل فارس ان شئت طليتها و لطختها بزعفران ففعل.

(رواه الطبراني ٧/ ٢٩٩، دار الأحياء التراث العربي)

حضرت شیبہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) آنحضرت ﷺ کعبے کے اندر داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی تو سامنے تصاویر پر نظر پڑی، فرمایا اے شیبہ ﷺ یہ ہٹا دو، یہ کام حضرت شیبہ پر بہت مشکل ہوا تو وہاں موجود فارس سے تعلق رکھنے والا ایک شخص کہنے لگا اگر آپ چاہیں تو میں اس پر زعفران مل کر چھپا دوں پھر اس نے ایسا ہی کیا۔

(۲۲) عن أبي جرير مولى معاوية قال: خطب الناس معاوية بحمص فذكر في خطبته أن رسول الله ﷺ حرم سبعة أشياء و اني أبلغكم ذلك و أنهاكم عنه منهن النوح و الشعر و التصاوير و التبرج، و جلود السباع و الذهب و الحرير.

(مسند احمد ٥/ ٧٠)

حضرت جریر فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ ﷺ نے ''حمص'' (شہر) میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات چیزیں حرام فرمائی ہیں اور میں بھی تمھیں اس کی تبلیغ کرتا ہوں اور اس سے روکتا ہوں اور وہ یہ ہیں نوحہ کرنا، شعر گوئی، تصویر سازی، بے پردہ عورت کا نکلنا، درندوں کی کھال، سونا اور ریشم۔

(۲۳) عن صفية بنت شيبة قالت: رأيت رسول الله ﷺ بل ثوباً و هو في الكعبة ثم جعل يضرب التصاوير التي فيها.

(جامع المسانید و السنن ۱۵/۵۸۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴/۳۲۲)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کپڑا گیلا کر کے ان تصاویر پر مار رہے تھے جو کعبے کے اندر تھیں۔

(۲۳) أن أم حبیبة و أم سلمة ذکرتا کنیسة رأینها بالحبشة فیها تصاویر فذکرتا ذلک للنبی ﷺ فقال: أولئک اذا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبره مسجدا و صوروا فیه تیک الصور و أولئک شرار الخلق عند الله یوم القیامة.

(صحیح البخاری ۶۱/۱)

ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آپس میں ان تصاویر سے متعلق جو انھوں نے حبشہ میں عیسائی عبادت خانوں میں دیکھی تھیں مذاکرہ ہوا تو انھوں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا جب ان میں سے کوئی نیک آدمی مرتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں طرح طرح کی تصاویر بناتے اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ لوگ مخلوق کے سب سے بڑے شریر لوگ ہوں گے۔

﴿اسکرین پر آنے والے منظر کا شرعی حکم﴾

اس کے حکم سے قبل چند قواعد ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ اس کا حکم با سانی سمجھ میں آسکے۔

قاعدہ نمبر (۱) : ہر وصف میں حکم کی علت بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی، جس میں عدالت اور صلاح دونوں ہوں صرف وہ علت بن سکتا ہے۔

قال الملا جیون رحمه الله تعالى : ثم شرع فى بيان ما يعلم به أن هذا الوصف وصف دون غيره فقال : و دلالة كون الوصف علة صلاحه و عدالته ، الخ .

(نور الأنوار : ٢٣٥)

قاعدہ نمبر (۲) : محرم اور مبیح میں جب تعارض ہو تو محرم کو ترجیح ہوتی ہے۔

قال العلامة ابن نجيم رحمه الله تعالى : اذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام و بمعناها ما اجتمع محرم و مبيح ...... الا غلب المحرم

(الأشباه و النظائر ١ / ٣٠١)

قاعدہ نمبر (۳) : جس شیء کی حقیقی علت پر اطلاع دشوار ہو تو حکم کا مدار اس کے سبب پر ہوتا ہے۔

و السابع علة اسما و حكما لا معنى كالسفر . لنوم للرخصة و الحدث فان السفر علة للرخصة اسما لأنها تضاف اليه فى الشرع يقال القصر رخصة للسفر و حكما لأنها تثبت بنفس السفر متصلة به لا معنى لأن المؤثر فى ثبوتها ليس نفس السفر بل المشقة و هى تقديرية و كذا النوم الناقض للوضوء علة للحدث اسما لأن الحدث يضاف اليها و حكما لأن الحدث يثبت عنده لا معنى لأنه ليس بمؤثر فيه و انما المؤثر خروج النجس ، و لكن لما كان الاطلاع على حقيقته متعذرا و كان النوم المخصوص سببا لخروجه غالبا أقيم مقامه و دار الحكم عليه اهـ (نور الأنوار : ٢٧٦)

قاعدہ نمبر (٤) : عدمِ قائل بالفصل بھی اجماع کی ایک صورت ہے۔

قال الملا جیون رحمه الله تعالی : و الأمة اذا اختلفوا فی مسألة فی ای عصر کان علی أقوال کان اجماعا منهم علی أن ما عداها باطل .... و هو اقسام، قسم منها یسمی بعدم القائل بالفصل (نور الأنوار : ٢٢٣)

قاعدہ نمبر (٥) : حالتِ سابقہ اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک اس کے خلاف دوسری حالت واضح دلیل سے ثابت نہ ہو۔

الأصل بقاء ما کان علی ما کان (الأشباه و النظائر ١/ ١٨٧)

کون الیقین لا یزال الا بیقین

(الأشباه لابن وکیل ٢/ ٣٢٧، بحواله الأشباه لابن الملقن ١/ ٣٢١)

قاعدہ نمبر (٦) : احکامِ کثیرہ کا مدار عرف اور عادتِ اہلِ زمانہ پر ہونا مسلّم ہے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالی : و العرف فی الشرع له اعتبار، لذا علیه الحکم قد یدار

قال فی المستصفی : العرف و العادة ما استقر فی النفوس من جهة العقول و تلقته الطباع السلیمة بالقبول، انتهی . و فی شرح التحریر : العادة هی الأمر المتکرر من غیر علاقة عقلیة انتهی (شرح عقود رسم المفتی : ٣٧)

قاعدہ نمبر (١) کی وضاحت : اصولِ فقہ کی جملہ کتب میں یہ بات صراحۃً موجود ہے کہ معلل بہ نص کے حکم کی علت اس کے اندر پائے جانے والے تمام اوصاف میں سے صرف وہ وصف ہے جس میں دو (٢) باتیں ہوں، ایک عدالت اور دوسری صلاح۔

عدالت: کا مطلب یہ ہے کہ بعینہ یہ وصف یا اس کی جنس بعینہ اس حکمِ نص یا اس کی جنس کے لئے قیاس سے پہلے علت مانا گیا ہو۔ (و امثلتها فی الکتب مذکورة)

صلاح: کا مطلب یہ ہے کہ یہ علت آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام ﷺ کی علل مستنبط کے مناسب ہو۔

الحاصل: حکمِ منصوص کی علت صرف اور صرف وہ وصف ہے جو ان دو باتوں پر مشتمل ہو، اس کے سوا دوسرے اوصاف نہ علت ہیں اور نہ ہی ان پر مدار حکم ہے۔

لہٰذا اگر کوئی فرع در جنوں اوصاف میں اصل کے ساتھ شریک ہے لیکن صرف اس ایک وصف میں شریک نہیں جس پر حکم کا مدار ہے تو ایسی صورت میں اصل کا حکم اس فرع میں ثابت نہ ہوگا۔

اور اگر کوئی فرع صرف اس ایک وصف میں تو شریک ہے جس پر مدار حکم ہے باقی کسی بھی وصف میں شریک نہیں تو ایسی صورت میں اصل کا حکم اس فرع میں ثابت ہوگا۔

اس لئے زیر بحث مسئلہ میں پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پر غور کیا جائے کہ جاندار کی شبیہ کی حرمت کی علت کیا ہے؟ اس حرمت کا مدار کس وصف پر ہے؟ پھر اسکرین کے منظر میں اس کو تلاش کیا جائے، اگر ہے تو حرمت کا حکم ثابت ہوگا، ورنہ نہیں۔

جاندار کی شبیہ کی حرمت کی علت اور اسکرین کے منظر کا حکم

ماضی میں جاندار کی شبیہ کی چار قسمیں ہمارے سامنے ہیں۔

(۱) مورتی اور مجسمہ (۲) تصویر (۳) عکس (۴) ظل اور سایہ

اب اس دور میں شبیہ کی ایک اور قسم، جو اسکرین پر ظاہر ہوتی ہے، وجود میں آئی ہے اور ممکن ہے کہ مستقبل میں شبیہ کی کچھ اور اقسام بھی وجود میں آئیں جو اجسام لطیفہ جیسے ہوا وغیرہ پر ظاہر ہوں۔

لہٰذا اگر اس پر غور کر کے فیصلہ کیا جائے کہ شبیہ محرم کی علت کیا ہے؟ تو امید ہے کہ رہتی دنیا تک شبیہ کی جتنی بھی قسمیں پیدا ہوتی رہیں گی سب کا حکم معلوم ہو جائے گا۔

جاندار کی شبیہ سے متعلق احادیث مبارکہ اور ان کی شروح کے مطالعہ اور ان پر غور و فکر کرنے

سے معلوم ہوتا ہے کہ علت حرمت " مضاهاة لخلق الله " ہے۔

حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

تصویر سازی حق تعالی کی صفت خاص کی نقالی ہے، مصور حق تعالی کے اسماء حسنی میں سے ہے، اور صورت گری در حقیقت اسی کے لئے سزاوار اور اسی کی قدرت میں ہے کہ مخلوقات کی ہزاروں اجناس اور انواع اور ہر نوع میں اس کے کروڑوں افراد ہوتے ہیں، ایک کی صورت دوسرے سے نہیں ملتی، انسان ہی کو لے لو تو مرد کی صورت اور عورت کی صورت میں نمایاں امتیاز، پھر عورتوں اور مردوں کے کروڑوں افراد میں دو فرد بالکل یکساں نہیں ہوئے۔ ایسے کھلے ہوئے امتیازات ہوتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو کسی تامل اور غور و فکر کے بغیر ہی امتیاز واضح ہو جاتا ہے یہ صورت گری اللہ رب العزت کے سوا کسی کی قدرت میں ہے، جو انسان کسی جاندار کا مجسمہ یا نقوش اور رنگ سے اس کی تصویر بناتا ہے وہ گویا عملی طور پر اس کا مدعی ہے کہ وہ بھی صورت گری کر سکتا ہے۔ اسی لئے صحیح بخاری وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ قیامت کے روز تصویریں بنانے والوں کو کہا جائے گا کہ جب تم نے ہماری نقل اُتاری تو اس کو مکمل کر کے دکھلاؤ، اگر تمہارے بس میں ہو کہ ہم نے تو صرف صورت ہی نہیں بنائی اس میں روح بھی ڈالی ہے، اگر تمہیں اس تخلیق کا دعوی ہے تو اپنی بنائی ہوئی صورت میں روح بھی ڈال کر دکھلاؤ۔ (معارف القرآن ۲۷۰/۷)

عن عائشة رضي الله تعالى عنها : عن النبي ﷺ قال : أشد الناس عذابا يوم القيمة الذين يضاهون بخلق الله ، متفق عليه .

قال الملا على القارى رحمه الله تعالى : يضاهون ..... و المعنى يشابهون بخلق الله أى يشابهون عملهم التصوير بخلق الله ، قال القاضي : أى يفعلون ما يضاهي خلق الله أى مخلوقه ، أو يشبهون فعلهم بفعله أى في التصوير و التخليق

(المرقاة ٨ / ٢٧١)

و قال رحمه الله تعالى تحت حديث ابن مسعود ﷺ ﴿أشد الناس عذابا عند الله المصورون﴾ متفق عليه ، (بعد ذكر الاختلاف بين الجمهور و الامام مجاهد) ...... : قال (أي مجاهد) : و بالمضاهاة بخلق الله ، قلت : العلة مشتركة (المرقاة ۸/ ۲۷۲)

اهم امر: اب مزید یہ بات غور طلب باقی رہتی ہے کہ یہ ”مضاہاۃ“ جس طرح مجسمہ اور تصویر میں ہے اسی طرح عکس اور ظل میں بھی ہے، جبکہ عکس اور ظل کو کسی نے شبیہ محرم نہیں کہا۔ تو حکم میں فرق کیوں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو امور اختیاریہ کا مکلف بنایا ہے نہ کہ امور غیر اختیاریہ کا ۔چونکہ عکس اور ظل میں انسان کی صنعت اور اختیار کو کچھ بھی دخل نہیں، کوئی شخص جب بھی پانی یا کسی چمکدار شی ء کے مقابل جاتا ہے تو خود بخود اس کا عکس بن جاتا ہے، اس وجہ سے یہ شبیہ محرم سے خارج ہیں۔اور مجسمہ اور تصویر دونوں امور اختیاریہ میں سے ہیں ان میں انسان کی صنعت کا دخل ہے، اس وجہ سے یہ دونوں شبیہ محرم میں داخل ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ وہ مضاہاۃ جس میں انسان کی صنعت اور اختیار کا دخل ہے وہ شبیہ محرم کی علت ہے لہٰذا جہاں یہ علت موجود ہوگی حرمت کا حکم ہوگا، ورنہ نہیں۔

چونکہ روایات میں غیر جاندار کی شبیہ کو شبیہ محرم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اس وجہ سے اس کی صنعت کو بھی جائز لکھا ہے۔ جبکہ جاندار کی شبیہ کی صنعت کو کسی نے جائز نہیں کہا۔

قال الملا على القارى رحمه الله تعالى : ثم الشجر و نحوه مما لا روح له فلا تحرم صنعته و لا التكسب به ، هذا مذهب العلماء الا مجاهدا فانه جعل الشجرة المثمرة من المكروه (المرقاة ۸/ ۲۷۲)

اور یہی وجہ ہے کہ اصطلاح شرع میں مجسمہ، تصویر اور عکس وظل کی تعریفوں میں انسانی صنعت و

اختیار کے ہونے اور نہ ہونے کا فرق ملحوظ رکھا گیا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ مجسمہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و التمثال اسم للشيء المصنوع مشبها بخلق من خلق الله تعالى (تفسیر القرطبی ۱۱/ ۲۵۹)

اس میں ''مصنوع'' کی صراحت ہے اور یہ وہ مصنوع ہے جو انسان کی صنعت و اختیار کے بعد وجود میں آتا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ مصور کی تعریف میں فرماتے ہیں:

المصور هو الذي يصور اشكال الحيوان (الكرمانی ۸/ ۲۱/ ۱۳۸)

''یصور'' میں انسان کی صنعت و اختیار کی صراحت ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

و قوله: " كخلقي " التشبيه في فعل الصورة وحدها لا من كل وجوه (فتح الباری ۱۰/ ۴۷۳، قدیمی کتب خانہ)

اور حدیث: ﴿ لم يكن يترك في بيته شيئا فيه تصاليب ﴾ ...... (و في رواية تصاوير) ..... قوله: (الا نقضه) ...... کے تحت لکھتے ہیں:

قال ابن بطال: و في هذا الحديث دلالة على أنه ﷺ كان ينقض الصورة سواء كانت مما له ظل أم لا، و سواء كانت مما توطأ أم لا، سواء في الثياب و في الحيطان و في الفرش و الأوراق و غيرها. (فتح الباری ۱۰/ ۴۷۱)

قال العلامة النووي رحمه الله تعالىٰ: قال أصحابنا و غيرهم رحمهم الله تعالىٰ من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم، و هو من الكبائر لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث و سواء صنعه بما يمتهن أو بغيره حرام بكل حال لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ ...... و لا فرق في هذا كله بين ماله ظل و ما لا ظل له .... الخ (مسلم مع شرح النووي ۲/ ۱۹۹، قديمي)

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: (التنبيه) الثاني: لم أر ما لو نظر الى الأجنبية من المرآة أو الماء، و قد صرحوا في حرمة المصاهرة بأنها لا تثبت برؤية فرج من مرآة أو ماء، لأن المرئي مثاله لا عينه بخلاف ما لو نظر من زجاج أو ماء هي فيه، لأن البصر ينفذ في الزجاج و الماء فيرى ما فيه، و مفاد هذا أنه لا يحرم نظر الأجنبية من المرآة أو الماء الا أن يفرق بأن حرمة المصاهرة بالنظر و نحوه شدد في شروطها، لأن الأصل فيها الحل، بخلاف النظر لأنه انما منع منه خشية الفتنة و الشهوة، و ذلك موجود هنا، و رأيت في فتاوى ابن حجر من الشافعية ذكر فيه خلافاً بينهم و رجع الحرمة بنحو ما قلناه و الله اعلم (الشامية ۹/۲۱۳)

تنبیہ: بعض حضرات نے تصویر کی تعریف میں ایک جگہ (نحوہا) کے کلمہ کو دیکھ کر اس پر استدلال کیا ہے کہ یہاں پر "غیرہا" نہ کہنا اور "نحوہا" کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ تصویر جب کہیں گے جب وہ کسی ٹھوس جسم پر منقش ہو جائے۔

فرماتے ہیں: المعجم الوسیط کی تعریف مذکور میں "علی لوح أو حائط أو نحوها" کہا اور "وغیرہا" نہیں کہا تا کہ لوح اور حائط جیسی صلاحیت نہ رکھنے والی چیز تعریف سے خارج ہو جائیں کیونکہ اس میں نقش ہی ممکن نہیں۔ لہٰذا کسی جاندار کی شکل وصورت یا شبیہ وعکس کو جب تک کسی چیز پر نقش ومنقش نہیں کرلیا جائے گا یعنی قائم وپائیدار نہیں بنادیا جائے گا اس وقت تک اس پر تصویر محرم کا اطلاق نہیں ہوگا خواہ دیکھنے میں یا ظاہر نگاہ میں وہ نقش تصویر ہی کی طرح کیوں نہ نظر آرہا ہو۔

اس استدلال سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) اگر "نحوہا" پر اتفاق ہو جائے تو یہ شرط صحیح ہوگی۔ کہ ٹھوس اجسام کے سوا دوسرے لطیف اجسام پر بنی ہوئی شبیہ تصویر نہیں۔

(۲) اگر کلمہ "غیرہا" مل جائے تو شرطیت باطل ہو جائیگی۔

چونکہ علامہ نووی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ تعالیٰ سے صراحۃً بجائے ''نحوہا'' کے ''غیرہا'' دکھا دیا گیا ہے، لہٰذا اب دونوں باتیں ختم ہوگئیں اور یہ ثابت ہوگیا کہ ٹھوس اجسام کے علاوہ اجسام لطیفہ پر بھی جاندار کی شبیہ اور تصویر بن سکتی ہے۔

عکس کی تعریف میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

و یعبرون عنہ بالانطباع و ہو أن المقابل للصقیل تنطبع صورتہ و مثالہ فیہ لا عینہ ۔ و یدل علیہ تعبیر قاضیخان بقولہ : لأنہ لم یر فرجہا و انما رأی عکس فرجہا ، فافہم (الشامیۃ ۳ / ۱۱۶ ، ۱۱۷)

اس میں لفظ ''انطباع'' اور ''تنطبع'' دونوں بتا رہے ہیں کہ عکس میں انسان کی صنعت اور اختیار کا کوئی دخل نہیں۔

اسکرین پر آنے والے منظر کا حکم

قاعدہ نمبر (۱) کی مختصر تفصیل اور تعیین علت کی وضاحت کے بعد اب اس کا حکم ظاہر ہوگیا کہ چونکہ یہ وہ شبیہ ہے جس میں علت مضاہاۃ مع صنعت پائی جاتی ہے، لہٰذا یہ بھی مجسمہ اور تصویر کی طرح شبیہ محرم میں داخل اور حرام و ناجائز ہے۔

کچھ شبہات اور ان کے جوابات

شبہ نمبر (۱) : بعض کا کہنا ہے کہ عکس میں بھی صنعت ہے کیونکہ آئینہ کی صنعت اس مقصد کے لئے ہوتی ہے۔ نیز ذوالعکس آئینہ کے قریب جاتا ہے، یہ ذوالعکس کا جانا اور آئینہ کے مقابل آنا یہ بھی صنعت ہے۔ لہٰذا اگر شبیہ، صنعت کی وجہ سے حرام ہوتی ہے تو عکس کو بھی شبیہ حرام کہنا چاہیے۔

جواب : عکس میں انسان کی صنعت اور اختیار کا دخل ہے یا نہیں؟

یہ بات کسی ذی فہم پر مخفی رہے، انتہائی تعجب کی بات ہے کیونکہ عکس میں انسان کی صنعت و اختیار کا کچھ بھی دخل نہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں۔

(۱) ذوالعکس

(۲) پانی اور چمکدار شئی، جس میں ذوالعکس کا عکس نظر آتا ہے

(۳) روشنی کی شعاعیں

پوچھنا یہ ہے کہ ان تینوں میں سے عکس کیا ہے؟ اور آلۂ عکس کیا ہے؟ اگر عکس روشنی کی شعاعیں ہیں، جیسے کہ خود صاحب شبہ نے لکھا ہے: ”عکس اپنی ماہیت کے اعتبار سے روشنی کے شعاعی ذرات اور اس کی کرنیں ہیں“ تو آلۂ صنعت یا تو ذوالعکس ہوگا جس کے اندر کوئی مصنوعی مشین لگی ہوگی کہ جیسے ہی وہ پانی یا چمکدار شئی کے سامنے آیا اس مشین نے فوراً عکس بنانے کا کام شروع کر دیا، جبکہ ظاہر ہے کہ ذوالعکس میں ایسی کوئی مصنوعی مشین نہیں ہے کہ پانی وغیرہ دیکھتے ہی حرکت میں آجائے۔ یا پھر آلۂ صنعت وہ پانی اور چمکدار شئی ہوگی جس میں ذوالعکس کا عکس نظر آتا ہے، اور اس میں ایسی مصنوعی مشین لگی ہوگی کہ ذوالعکس کا سامنے آتے ہی عکس بنانا شروع کرتی ہوگی جبکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ پانی اور چمکدار اجسام کے اندر کوئی ایسی مشین نہیں۔

الحاصل عکس میں صنعت اور اختیار کا دخل نہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے جس کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں۔ اس میں صنعت و اختیار کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہنا کہ شیشہ اور آئینہ صنعت کے بعد وجود میں آتا ہے اور اسی طرح ذوالعکس بھی اپنے اختیار سے اس آئینہ کے قریب جاتا ہے، لہذا صنعت ثابت ہوگئی، درست نہیں۔ اور اس کا بدیہی البطلان ہونا بالکل واضح ہے۔ کیونکہ صنعتِ آئینہ کو صنعتِ عکس کہنا کون ذی فہم تسلیم کر سکتا ہے؟

ذوالعکس کا آئینہ کے قریب جانے کو شاید سبب تو کہہ سکیں، لیکن اس کو صنعتِ عکس اور علتِ عکس

کہنا بداہت کا انکار ہے، اور یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ جو چیز جائز ہوتی ہے اس کے اسباب بھی جائز ہوتے ہیں، لہٰذا ذوالعکس کا آئینہ یا پانی کے قریب جانا بلاشبہ جائز ہے۔

نیز صنعتِ آئینہ اور ذوالعکس کا آئینہ کے قریب جانے کو صنعتِ عکس اس وجہ سے بھی نہیں کہا جاسکتا کہ صنعت میں اختیار ہوتا ہے۔ جیسے کوئی آئینہ بنانا نہ چاہے تو نہیں بنے گا، ذوالعکس آئینہ کے قریب نہ جانا چاہے تو قریب نہ ہوگا۔ جبکہ عکس بنانے میں اختیار نہیں، کوئی عکس بنانا چاہے یا نہ چاہے ہر صورت میں، جب پانی اور چمکدار شی ء کے سامنے آئے گا عکس بن کر نظر آئے گا۔

ہاں! یہ بات درست ہے کہ آئینہ کی بہتر صنعت سے عکس واضح اور بہتر طور پر اس میں نظر آئے گا لیکن اس کو یہ کہنا کہ نفسِ عکس ہی صنعتِ آئینہ کی مرہونِ منت ہے، درست نہیں۔ دیکھیں.....! پانی اور پہاڑوں سے نکلنے والے مختلف قسم کے چمکدار پتھر اور دوسرے مختلف قسم کے چمکدار دھات جن کی ساخت اور بناوٹ میں انسان کی صنعت اور اختیار کا کوئی دخل نہیں، ان میں بھی عکس نظر آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نفسِ عکس غیر اختیاری ہے اس میں صنعت کا کچھ بھی دخل نہیں۔

شبهه نمبر (۲) : تصویر اور عکس میں اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرق یہ بتایا ہے کہ تصویر پائیدار ہوتی ہے، جبکہ عکس میں پائیداری نہیں۔ بلکہ ذوالعکس کے ہٹ جانے سے ختم ہوجاتا ہے۔ ان حضرات نے صنعت کا فرق نہیں بتایا۔ یہی وجہ ہے کہ جن حضرات نے تصویر کی تعریف کی ہے، انہوں نے مثال یہ دی ہے کہ جیسے دیوار، کپڑے وغیرہ ٹھوس جسم پر بنائی جائے۔

ان امثلہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصل فرق پائیداری کے ہونے اور نہ ہونے کا ہے نہ کہ صنعت کا۔ اسی وجہ سے مثال میں ان ٹھوس اجسام کا ذکر کیا گیا ہے جن پر تصویر قائم و پائیدار ہوسکتی ہے۔

جواب : حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوری عبارت یہ ہے: واقعہ یہ ہے کہ ظل وسایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحبِ ظل کے تابع ہوتا ہے۔ جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی کھڑا ہے جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہوگیا۔ فوٹو کے آئینہ پر

جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب تک اس کو رنگ و روغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنایا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنا دیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی (تصویر کے شرعی احکام :۱۵)

اور حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالی عکس اور تصویر میں فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تصویر و عکس دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں، تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے۔ اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاوی ۸ / ۳۰۲)

ان حضرات کی تحریرات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے اور ہمارے بتائے ہوئے فرق میں صرف تعبیر اور الفاظ کا فرق ہے، حقیقۃً کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ:

(۱) مسالہ وغیرہ کے ذریعہ سے جب پائیدار بنایا گیا تو انسانی صنعت آگئی اور یہ شبیہ محرم میں داخل ہو گیا اور جب تک روغن وغیرہ سے پائیدار نہیں بنایا گیا تو اس وقت تک انسانی صنعت و اختیار کا کوئی دخل نہیں۔ لہٰذا شبیہ جائز میں داخل رہا۔

(۲) عکس کا اصل کے تابع اور اس کے غائب ہونے کے ساتھ اس کا غائب ہو جانے کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ جب تک انسانی صنعت اور اختیار کا دخل نہیں ہوتا یہ اصل کے تابع رہتا ہے اور جہاں تابعیت ختم ہوئی سمجھ جاؤ کہ انسانی صنعت اور اختیار اس میں داخل ہو گیا اور یہ شبیہ محرم میں داخل ہو گیا۔

تنبیہ : جو حضرات حقیقی فرق کے قائل ہیں ان کے ذمہ لازم ہے کہ ایسی امثلہ پیش کریں جن میں "پائیداری" اور "ازالۂ تابعیت" بدوں انسانی صنعت کے پائی جائیں۔ جبکہ بظاہر ایسی مثال ناممکن سی معلوم ہوتی ہے۔

چونکہ یہ مسلم حقیقت ہے کہ آئینہ پر ظاہر ہونے والی شبیہ کی "پائیداری" اور "اصل سے استغناء"

انسانی صنعت اور اختیار کے تابع ہے، کیونکہ اس پر مسالہ لگا کر اس کے نقش اصل کی تابعیت سے نکالنا انسانی صنعت اور اختیار کے بعد ہی ممکن ہے لہٰذا یہ شبیہ محرم میں داخل اور حرام ہے۔

رہی یہ بات کہ تصویر کی تعریف میں دیوار وغیرہ ٹھوس اجسام کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ نیز پائیدار بنانے کے سلسلہ میں روغن اور مسالہ کی شرط کیوں لگائی گئی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات کے زمانے میں انسانی صنعت اور اختیار اس حد تک تھا کہ ٹھوس چیزوں پر روغن وغیرہ کے ذریعہ شبیہ بنائی جا سکے۔ ایسے آلات اس زمانے میں ایجاد نہیں ہوئے تھے جن کے ذریعہ اجسام لطیفہ پر اور بدوں روغن و مسالہ کے شبیہ بنا کر دکھا سکیں۔ لہٰذا ان حضرات کی تعریفات اپنے زمانے کی شبیہ محرم کے تمام افراد کو شامل ہونے کے اعتبار سے کی گئی ہیں، نہ کہ قیامت تک آنے والی تمام شبیہات محرمہ کے اعتبار سے۔

اگر موجودہ ایجادات ان اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانے میں ہوتیں تو یقیناً یہ حضرات یوں فرماتے کہ شبیہ محرم میں ہر وہ عکس داخل ہے جس کو انسان اپنے اختیار اور صنعت سے ٹھہرا کر پائیدار بنا دے اور اصل کے تابع ہونے سے نکال کر مختلف رنگوں میں دکھا دے، خواہ کسی آلہ کی قوت سے یہ کام کیا جائے یا روغن و مسالہ کے ذریعہ سے۔

جدید ایجادات کے پیش نظر صرف شبیہ محرم کی تعریف نہیں بدلی، بلکہ کئی احکام اور بھی ایسے ہیں جن کا فیصلہ جدید آلات کے سامنے آنے پر قدیم فیصلہ کے خلاف کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) حضرات اساتذۂ کرام "وزن اعمال" کی بحث میں یہ اشکال اٹھاتے تھے کہ اعمال اعراض ہیں جن کا وزن نہیں ہوتا، موزون ہمیشہ جوہر ہوا کرتا ہے۔ پھر اس کے متعدد جوابات دیتے تھے۔ لیکن جب ایسے آلات ایجاد ہو کر سامنے آئے جن کے ذریعہ اعراض سردی، گرمی وغیرہا ناپے تولے جاتے ہیں، تو اب وہ اشکال ختم ہوا اور یہ کہا جاتا ہے کہ اعراض بھی موزونات کے قبیل میں سے ہیں۔

دیکھئے! یہاں جب تک ہمارے مشاہدہ میں اعراض تولنے والا آلہ نہیں تھا تو موزون کی تعریف اس طرح کی جاتی تھی جس سے اعراض نکل جائیں۔ اب آلہ آنے کے بعد ظاہر ہے کہ اس موزون کی تعریف کو اتنا عام کیا جائے گا جس میں اعراض بھی داخل ہوں۔

(۲) ہوائی جہاز میں نماز کے جواز کا فتویٰ بھی جدید آلات کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب تک ہوا میں بدوں ستون کسی فرش وغیرہ کو بچھا کر اس کے اوپر کھڑے ہونے کے آلات نہیں تھے، تو مسئلہ یہ تھا کہ ہوا پر نماز پڑھنا جائز نہیں مثلاً اگر درختوں کے درمیان چٹائی باندھ کر اس پر ہوا میں نماز پڑھی جائے تو جائز نہیں۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: (قوله: و أن يجد حجم الأرض) تفسيره أن الساجد لو بالغ لايتسفل رأسه أبلغ من ذلك، فصح على طنفسة و حصير و حنطة و شعير و سرير و عجلة ان كانت على الأرض لا على ظهر حيوان، كبساط مشدود بين أشجار، و لا على أرز أو ذرة الا في جوالق أو ثلج ان لم يلبد و كان يغيب فيه وجهه و لا يجد حجمه أو حشيش الا ان وجد حجمه و من هنا يعلم الجواز على الطراحة القطن، فان وجد الحجم جاز و الا فلا بحر.

(الشامية ۱ / ۵۰۰)

جب ایسے آلات ایجاد ہوئے جنہوں نے بغیر ستونوں کے فرش بچھا کر دکھا دیا جیسے ہوائی جہاز، تو اب ہوا پر جہاز کے اندر نفس نماز پڑھنے پر سب کا اتفاق ہے اگرچہ تفصیلات میں کچھ اختلاف بھی ہے، بہر حال ہوا پر آلات کے ذریعہ سے ہوائی جہاز کے استقرار کا کسی درجہ میں اعتبار کیا گیا ہے

اسکرین کے منظر کے اشبہ بالعکس ہونے کے دلائل کے جوابات

دلیل نمبر (۱): عکس اپنی ماہیت کے اعتبار سے روشنی کے شعاعی ذرات اور اس کی کرنیں ہیں اور اسکرین پر نمودار ہونے والے مناظر بھی روشنی ہی کے شعاعی ذرات ہیں۔

جواب :

﴿ اولاً ﴾ : اس مشابہت کا مدار حکم ہونا ثابت نہیں، کیونکہ مدار حکم وہ مضاہاۃ ہے جس میں انسانی صنعت و اختیار کا دخل ہو، اور یہ بات ثابت کی جاچکی ہے کہ ہر وصف میں حکم کی علت بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی، جس وصف میں عدالت اور صلاح دونوں ہوں صرف وہ علت بن سکتا ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گذر چکا۔

﴿ ثانیاً ﴾ : دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عکس کی روشنی کے شعاعی ذرات غیر اختیاری اور غیر مصنوعی ہیں، جبکہ اسکرین کی روشنی کے شعاعی ذرات اختیاری اور مصنوعی ہیں۔ صنعت کے ہونے اور نہ ہونے کے بنیادی فرق کو نظر انداز کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

دلیل نمبر (۲) : دونوں جگہ منظر شعاعوں کے انعکاسی عمل سے وجود میں آتا ہے اور ناپائیدار حالت میں ہوتا ہے۔

جواب :

﴿ اولاً ﴾ : اس مشابہت کا بھی مدار حکم ہونا ثابت نہیں، کیونکہ مدار حکم وہ مضاہاۃ ہے جس میں انسانی صنعت و اختیار کا دخل ہو۔ جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گذر چکا۔

﴿ ثانیاً ﴾ : یہاں بھی وہی مصنوعی و غیر مصنوعی کا فرق ہے جس کو بلاوجہ نظر انداز کیا جاتا ہے۔ عکس میں یہ انعکاسی عمل انسان کی صنعت اور اختیار کے بغیر آئینہ اور پانی پر وجود میں آتا ہے، جبکہ اسکرین پر یہ عمل پورے کا پورا انسان کی صنعت اور اختیار کے تابع ہے۔

نیز پائیداری کے ہونے اور نہ ہونے کا مدار تابعیت پر ہے، جب تک اصل کے تابع ہے پائیدار نہیں کہا جاسکتا اگرچہ ایک گھنٹہ تک آئینہ اور پانی وغیرہ پر برابر نظر آرہا ہو۔ دیکھئے! جب ذوالعکس آئینہ کے سامنے مسلسل ایک گھنٹہ تک موجود ہے تو بظاہر آئینہ میں اس کا منظر ٹھہرا ہوا پائیدار نظر آتا ہے، حالانکہ اس کو کوئی بھی پائیدار نہیں کہتا، کیوں؟ اس لئے کہ اصل کے تابع ہے۔ اور جہاں

تابعیت ختم ہوئی وہاں ذوالعکس کے سامنے ہوتے ہوئے بھی اس منظر کو پائیدار کہا جائے گا۔

الحاصل پائیدار ہونے اور نہ ہونے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اصل کا تابع ہے یا نہیں؟ جہاں ہے وہاں پائیدار نہیں اور جہاں نہیں، وہاں پائیدار ہے۔ اس کی کچھ تفصیل شبہ نمبر (۲) کے جواب میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائی جائے۔

لہٰذا دونوں کو ناپائیدار کہہ کر ان میں مساوات ثابت کرنا مسلّم نہیں۔

دلیل نمبر (۳) : جس طرح آئینہ میں صرف عکس ظاہر ہوتا ہے، منقش و قائم نہیں ہوتا۔ اسی طرح اسکرین پر بھی منظر صرف ظاہر ہوتا ہے منقش و قائم نہیں ہوتا۔

جواب : شبہ نمبر (۲) کے جواب میں تفصیل سے یہ بات گزری ہے کہ نقش و قیام کے لئے روغن وغیرہ کا ذکر اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات میں شرط کے درجہ میں نہیں بلکہ اس زمانہ کی مروج تصویر اور شبیہ محرم کے اعتبار سے ہے، لہٰذا اگر ایسا آلہ پیدا ہو جائے جو بدوں روغن اور ظہور نقوش و خطوط منظر اور شبیہ کو دکھا کر جتنی دیر تک چاہیں بغیر اصل کے ٹھہرا دے تو اس کو بھی منقش اور قائم کہا جائے گا۔ لہٰذا دونوں کو ایک قرار دینا بداہت کا انکار ہے۔

دلیل نمبر (۴) : دونوں جگہ روشنی کی شعاعیں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ مسلسل سفر کرتی ہیں۔

جواب :

﴿اولاً﴾: تو شعاعوں کی تیزی اور سستی پر حکم کا مدار ہی نہیں۔

﴿ثانیاً﴾: یہاں بھی صنعت اور اختیار کا فرق ہے۔ عکس میں یہ تیز رفتاری انسان کی صنعت و اختیار سے خارج ہے، جبکہ اسکرین پر انسان کی صنعت و اختیار سے ایک خاص تناسب، ترتیب اور تیز رفتاری سے روشنی کی شعاعیں ڈالی جاتی ہیں۔

الحاصل اس منظر کو اشبہ کہہ کر اس کے لئے عکس کا حکم ثابت کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

نیز اگر کوئی مشابہت کی درج ذیل وجوہ بیان کر کے اشبہ ہونے کا دعوی کر کے عکس کا حکم ثابت کرے تو کیا جواب ہوگا؟

۱۔ شی ہونے میں ۲۔ نفس وجود میں

۳۔ نظر آنے میں ۴۔ ذو شبح ہونے میں

۵۔ نفس رنگ و روغن میں ۶۔ جاندار کی شبیہ ہونے میں وغیرہ وغیرہ۔

جواب ظاہر ہے کہ ان پر حکم کا مدار نہیں، لہٰذا ان کا ذکر ہی بے محل ہے۔ بعینہ اسی طرح مندرجہ بالا چار دلائل بھی ہیں کہ ان پر حکم کا کوئی مدار نہیں۔ مدار حکم دو باتوں پر ہے

(۱) صنعت و اختیار

(۲) پائیداری، اور یہ ان کے بیان کردہ وجوہ اور دلائل میں نہیں پائی جاتیں۔

قاعدہ نمبر (۲) : محرم اور مبیح میں جب تعارض ہو تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے۔

اس کی امثلہ کثیرہ معروف ہیں۔ لہٰذا بجائے امثلہ، زیر بحث مسئلہ میں یہ قاعدہ کس طرح جاری ہوتا ہے؟ صرف اسی کو بیان کیا جاتا ہے۔

اس قاعدہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر حرام ہو۔ کیونکہ حکم عکس کے قائلین حضرات کے نزدیک بھی یہ منظر نہ عکس ہے اور نہ ہی تصویر۔ بلکہ دونوں کا احتمال ہے۔

جب فی نفسہ اس میں دونوں احتمال ہیں، اور ظاہر ہے کہ جانب تصویر محرم ہے اور جانب عکس مبیح، اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے لہٰذا فی نفسہ جانب تصویر راجح ہوگا اور یہ منظر تصویر کی طرح حرام ہوگا۔

رہی اشبہ بالعکس ہونے کی بات تو اس کا بطلان قاعدہ نمبر (۱) کے تحت تفصیلات کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

اعتراض : یہاں یہ قاعدہ بے محل ہے کیونکہ یہاں تعارض متحقق نہیں...... مجوث عنہ کا عکس کے ساتھ مشابہ ہونا بیان کردہ دلائل اربعہ کی رو سے ظن غالب قریب بہ یقین کے درجہ میں

ہے اور تصویر کے ساتھ مشابہ ہونا صرف شبہ کے درجہ میں ہے۔

جواب:

﴿اولاً﴾: دلائل اربعہ پر گفتگو گزر چکی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی مثبت دعوی نہیں، لہذا جب دلائل ختم ہوئے تو ظن غالب اور یقین بھی ختم۔

﴿ثانیاً﴾: اس مسئلہ میں کسی کا صرف اپنی تحقیق کو حتمی اور حرف آخر قرار دے کر اپنے مزعومہ باتوں کو قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس مجتہد کے دلائل کی طرح سمجھ کر ظن غالب قریب بہ یقین کا قول کرنا اور دوسرے علماء واکابر کی تحقیق سے یکسر صرف نظر کرنا ایک رائے تو ہو سکتی ہے، لیکن اس سے مشابہت درجہ ظن غالب میں ثابت ہو جائے، یہ ہرگز درست نہیں۔

﴿ثالثاً﴾: اگر انصاف سے غور کیا جائے تو یہاں تعارض اشبہ وظن غالب اور شبہ میں نہیں، بلکہ اشبہ اور یقین میں ہے۔ پاکستان کے علماء کرام کی جم غفیر اس منظر کو یقیناً عین تصویر اور شبیہ محرم سمجھ کر حرام فرماتی ہے۔ لہذا جہاں اباحت کی جانب صرف بعض حضرات کا ظن غالب ہے اور محرم کی جانب دوسرے حضرات کا یقین ہے۔ اب تیسرا فریق دونوں آراء کو سامنے رکھ کر کیا فیصلہ کرے گا؟ فیصلہ ظاہر ہے، یا تو یہ کہا جائے گا کہ یہاں تعارض ہی نہیں۔ کیونکہ جانب حرمت یقینی ہے اور جانب اباحت ظنی، اور عمل یقین پر ہوتا ہے۔

اگر تعارض مان بھی لیا جائے تو بھی قاعدہ کی رو سے محرم کو ترجیح ہوگی اور اس منظر کو بحکم تصویر قرار دے کر حرام کہا جائے گا۔

قاعدہ نمبر (۳): اس کا حاصل یہ ہے کہ جہاں حکم کی علت پر اطلاع پانا دشوار ہو وہاں اس کے سبب پر حکم کا مدار ہوتا ہے۔ جیسے:

مثال نمبر (۱): سفر میں رخصت کی علت مشقت ہے لیکن چونکہ اس پر اطلاع پانا دشوار تھا کہ

کس سفر میں اس حد اور مقدار کی مشقت ہے جو علتِ رخصت ہے اور کس میں نہیں؟ اس لئے شریعت مطہرہ نے سفرِ شرعی کو اس کا قائم مقام قرار دے کر رخصت کے وجود و عدم کا مدار اس پر رکھ دیا ہے۔

مثال نمبر (۲) : نوم اصل میں سبب نقضِ وضوء ہے، علت نہیں ہے۔ علتِ نقضِ وضوء خروج ریح و نجاست ہے، لیکن چونکہ اس علت پر اطلاع پانا مشکل تھا، اس لئے اس کے سبب پر حکم کا مدار رکھ دیا ہے۔

زیرِ نظر مسئلہ میں اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ کیمرہ، خواہ ڈیجیٹل ہو یا غیر ڈیجیٹل، تصویر کشی اور منظر کشی کا آلہ ہے۔ یہاں تک تو معاملہ بالکل بدیہی اور ظاہر ہے۔ آگے اس آلہ نے جو تصویر سازی کا عمل کیا ہے تو اس نے وہ تصویر بنائی ہے جس پر حرمت کا مدار ہے، یا نہیں بنائی؟ یہ معاملہ مخفی اور نظری ہے۔ اس کی حقیقت پر اطلاع پانا ہر ایک کے لئے آسان نہیں بلکہ بہت سارے حضرات کے لئے تو ناممکن بھی ہے۔

لہٰذا جس طرح رخصت کے حکم کا مدار اس کی اصل علت مشقت کو چھوڑ کر اس کے آلہ اور ذریعہ پر رکھا گیا ہے، اسی طرح یہاں بھی حکم کا مدار آلہ پر ہونا چاہیے اور چونکہ آلہ تصویر سازی کا استعمال ہوا ہے لہٰذا یہ منظر تصویر کے حکم میں داخل ہو کر حرام ہوگا۔

قاعدہ نمبر (۴) :

اس کی مختصر وضاحت یہ ہے کہ جب ایک مسئلہ میں ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ چند اقوال (مثلاً تین اقوال) پر متفق ہو جائیں تو اس مسئلہ میں چوتھا قول خلاف اجماع ہوگا۔

جیسے ولایتِ صغیر میں اختلاف ہے جن کے نزدیک ثابت ہے تو وہ باپ اور دادا دونوں کے لئے ثابت مانتے ہیں، اور جن کے نزدیک ثابت نہیں تو دونوں کے لئے ثابت نہیں مانتے۔ اب اس صورت میں کسی کا یہ قول کہ باپ کے لئے ثابت ہے اور دادا کے لئے ثابت نہیں، خلاف اجماع ہوگا۔

زیر نظر مسئلہ میں اگر چہ یہ قاعدہ من وعن پوری طرح جاری نہیں، لیکن اس سے ان حضرات کی تائید ضرور ہوتی ہے جو اسکرین کے منظر کو تصویر اور شبیہ محرم قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ شبیہ کی اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ میں چار قسمیں مسلّم و متفق علیہا ہیں یعنی مجسمہ، تصویر، عکس اور ظل۔

اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ میں ان کے علاوہ کسی پانچویں قسم کا کوئی قائل نہیں، تو گویا ان کا اس بات پر اجماع ہوا ہے کہ دنیا میں جاندار کی جو شبیہ ہوگی وہ ان چاروں ہی میں سے ہوگی۔ چونکہ اشبہ بالعکس کہنے والے حضرات یہ مان رہے ہیں کہ اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر نہ عین عکس ہے اور نہ عین ظل۔ لہٰذا اب اس قاعدہ کی رو سے یہ ماننا لازم ہے کہ یہ منظر اب یا تو مجسمہ میں داخل ہوگا یا تصویر میں، جیسے بہت سارے اکابر و اصاغر اس کو تصویر میں داخل فرماتے ہیں۔

قاعدہ نمبر (۵): اس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی جو حالت درجہ یقین میں ثابت ہو جائے اب جب تک اس سے آگے دوسری حالت میں جانے کا یقین نہ ہو، پہلی حالت برقرار سمجھی جائے گی، اور اسی کے پیش نظر اس پر حکم لگایا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص یقیناً وضو کی حالت میں ہے اب اس کو شک ہوا کہ یہ حالت ختم ہو کر میں بے وضو کی حالت میں داخل ہوا یا نہیں؟ تو اس شک کی وجہ سے پہلی یقینی حالت کے خلاف اس کو بے وضو نہیں کہا جائے گا۔

اس قاعدہ کی رو سے اگر زیر نظر مسئلہ پر غور کیا جائے تو یہی کہنا پڑے گا کہ اسکرین پر آنے والا منظر تصویر اور شبیہ محرم کا منظر ہے جو کہ حرام ہے۔ کیونکہ ڈیجیٹل کیمرہ سے تصویر لینے کے طریق کار اور اخذ صورت میں ایک درجہ تک تو اتفاق اور یقین ہے۔ اس کے بعد شک کے منازل و درجات ہیں۔ لہٰذا یقین کے درجہ میں جو چیز ہے اسی کو اصل سمجھ کر حکم کا مدار بنایا جائے گا اور اس کے بعد شک کے کسی درجہ پر حکم کا مدار نہ ہوگا۔ اب وہ یقینی اور اتفاقی درجہ ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتے ہیں: ڈیجیٹل کیمرے میں بھی شٹر کھلنے پر کیمرے کے لینز سے ہو کر روشنی اسی طرح گزرتی ہے جس طرح یہ عام

فلم کیمرہ کے لینز سے گزر کر فلم پر الٹا عکس بناتی ہے اور یہاں بھی عمل انعکاس کے ذریعہ پہلے عکس وجود میں آتا ہے، یہاں تک دونوں میں بنیادی فرق نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ ڈیجیٹل کیمرہ پہلے عکس کو وصول کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ عمل عکس بننے اور وجود میں آنے کے درجہ تک تو سب متفق ہیں، آگے اس عکس کو اسی حالت میں کسی دوسری جگہ منتقل کر کے محفوظ کیا جاتا ہے یا اس کی حالت مسخ ہو کر کسی دوسری ایسی حالت میں چلا جاتا ہے جہاں اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ اس میں اب آراء مختلف ہیں، اور اختلاف دلیل ہے شک و شبہ کی، لہٰذا اس مشتبہ حالت کو سامنے رکھ کر حرمت و حلت کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ اتفاقی اور یقینی حالت کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ ہوگا، اور کہا جائے گا کہ اسکرین کا منظر اس محفوظ عکس کی شبیہ محرم ہے۔ لہٰذا حرام اور ناجائز ہے۔

قاعدہ نمبر (٦) :

﴿عرف وعادت﴾

اسکرین کے منظر کو عرف وعادت میں تصویر سمجھا اور بولا جاتا ہے، لہٰذا اس قاعدہ کی رو سے بھی یہ شبیہ محرم اور تصویر کے حکم میں داخل ہو کر حرام ہوگا۔

اعتراض : عرف کے معتبر ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ عرف کسی مغالطہ کی وجہ سے نہ ہو۔ اگر مغالطہ کی وجہ سے ہے تو اس عرف کا بھی شرعاً اعتبار نہیں ہوگا۔ مثلاً

(۱) پینشن کی بیع

(۲) پراویڈنٹ فنڈ پر ملنے والا اضافہ کو سود سمجھنا اور بولنا

(۳) انعامی بانڈ

زیر بحث مسئلہ میں اولاً تو یہ مفروضہ کہ اس منظر کو عرف عام میں تصویر بولا اور سمجھا جاتا ہے،

درست نہیں ۔ کیونکہ اگر چہ کچھ لوگ اس پر تصویر کا اطلاق کرتے ہیں لیکن محققین اسے تصویر کی بجائے عکس [IMAGE] کا نام دیتے ہیں..... اگر تسلیم کرلیا جائے کہ عرف عوام میں اس منظر کو تصویر سمجھا یا بولا جاتا ہے تو یہ سمجھنا اور بولنا ان کے مغالطہ کی بنیاد پر ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا..... اس بول چال کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ عکس کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔

جواب:

«اولاً»: جن مثالوں میں مغالطہ کی بنیاد پر عرف کو چھوڑ دیا ہے ان مثالوں میں اور زیر بحث مسئلہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ ان مثالوں میں یہ عرف قواعد شرعیہ فقہیہ اتفاقیہ کے خلاف ہے، جبکہ زیر بحث مسئلہ میں کسی قاعدہ شرعیہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ جبال علم اور کئی ماہرین کی تحقیق کے مطابق ہے۔ لہٰذا اس عرف کو مزعومہ غیر یقینیہ اور غیر اتفاقیہ بات کی وجہ سے رد کرنا زبردستی سی معلوم ہوتی ہے۔

«ثانیاً»: اس کو مفروضہ کہنا بداہت کے خلاف ہے۔ جس کی گواہی ہر ذی عقل وفہم کا دل ضرور دیتا ہے۔ وہ لوگ جو ان مناظر کو شرائط کے تحت جائز سمجھ کر دیکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ دیکھنے کے بعد دل سے یہ آواز آتی ہے کہ تو نے کوئی اچھا کام نہیں کیا اور ایک نحوست سی محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ اصل کی طرح جہادی تربیت کے مناظر کا دیکھنا بھی عبادت ہونا چاہیے۔ اسی طرح علماء اور طلبہ کے عکوس دیکھنا اصل کی طرح کار ثواب ہونا چاہیے اور عبادت و کار ثواب سے دل میں نور پیدا ہونا چاہیے نہ کہ ظلمت۔

«ثالثاً»: یہ کہنا کہ محققین اسے تصویر کی بجائے عکس کہتے ہیں اور (مارشل برین) نے اس کو امیج [Image] کا نام دیا ہے۔ تو یہ بات کوئی خاص وزن نہیں رکھتی، کیونکہ (مارشل برین) کوئی محققین کا مجموعہ نہیں ہے۔ کتنے ہی محققین منظر محفوظ کرنے والی سی ڈی کو ویڈیو سی ڈی کا نام دیتے ہیں نہ کہ امیج سی ڈی کا۔ اگر تمام محققین کا اتفاق ہوتا تو اس سی ڈی کا نام امیج سی ڈی ہوتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ امیج کا معنی صرف عکس کرنا انگریزی لغت کے اعتبار سے درست نہیں۔ یہ لفظ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا حقیقی معنی (کاپی کرنا، نقل کرنا) ہے اور مستعمل فیہا معانی یہ بھی ہیں: خیال، تصور، بت، نقل

Image : Copy ; Likeness ; Picture in the imagination

(Popular Oxford Dictionary , page : 301)

﴿رابعاً﴾: یہ تاویل کرنا کہ عرف میں لفظ تصویر عکس کی جگہ استعمال ہوتا ہے، یہ بھی باطل ہے اور بداہت کے خلاف ہے۔ کوئی بھی اس کو آئینہ کے عکس کی طرح نہیں سمجھتا۔ اس لئے کبھی کسی نے دیکھنے کے لئے یہ عذر پیش نہیں کیا کہ یہ آئینہ کے عکس کی طرح ہے، جبکہ اس کے سوا مختلف قسم کے اعذار پیش کئے جاتے ہیں کہ معلومات حاصل ہوجاتی ہیں، بچے باہر جانے سے محفوظ ہوجاتے ہیں اور غلط ماحول سے حفاظت ہوجاتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ نیز آج تک ٹی وی گھر میں لا کر کسی نے کسی سے یہ بات نہیں سنی ہوگی کہ میں نے آئینہ کی طرح عکوس کا آلہ لایا ہے۔

اگر محققین اور عرف اس منظر کو عکس سمجھتے تو ٹیلی ویژن کا نام آلۂ عکوس ہوتا اور انگریزی میں اس کا نام ٹیلی امیجز (Tele images) ہوتا۔

﴿سائنس کیا کہتی ہے؟﴾

﴿اولاً﴾: تو اس مسئلہ کا مدار سائنسی تدقیقات پر نہیں بلکہ عرف و عادت پر ہے، اور عرف و عادت کے اعتبار سے یہ بات پہلے تفصیل سے گذر چکی ہے کہ عرف میں اس کو تصویر ہی سمجھا جاتا ہے۔

حضرت مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تصویر ہونے نہ ہونے کا اعتبار عرف پر ہونا چاہیے نہ کہ سائنسی وفنی تدقیقات پر اور عرف عام میں اسے تصویر ہی سمجھا جاتا ہے۔ جیسے شریعت نے صبح صادق اور طلوع وغروب کا علم کسی دقیق علم وفن پر موقوف نہیں رکھا،

ظاہری وسہل علامات پر رکھا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۹/۹۰)

اشکال: کسی حکم شرعی کی بنیاد کسی سائنسی تحقیق پر رکھنا اور بات ہے اور کسی سائنسی ایجاد کے بارے میں اس کے ماہرین سے اس ایجاد کی حقیقت معلوم کر کے اس کا حکم شرعی معلوم کرنا اور بات ہے۔ اگر سوال کا مقصد پہلی صورت ہے تو اس سے انکار نہیں اور اگر دوسری صورت ہے تو یہ تسلیم نہیں۔

جواب: جو چیز عرف وعادت سے ثابت اور متعین ہو جائے اس کے خلاف کسی مضبوط اور سو فیصد یقینی دلیل کے بغیر فیصلہ کرنا درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو اہلِ فارس اور اہلِ روم کے ہاں غیلہ کا عام عرف وعادت کا بے ضرر ہونا معلوم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنے ارادے اور فیصلے (جو وحی پر مبنی نہیں تھا) کو چھوڑ دیا اور غیلہ کی اجازت دی۔ اسی طرح تابیر النخل کی صورت میں جب عام عادت وعرف سے پتہ چل گیا کہ یہ عمل سب کرتے بھی ہیں اور فائدہ مند بھی ہے تو آپ ﷺ نے اپنی رائے جو وحی پر مبنی نہ تھی، چھوڑ دی اور تابیر النخل کی اجازت دے دی۔

زیرِ نظر مسئلہ میں جب قدیم سے یہ بات چلی آرہی ہے کہ جاندار کی وہ شبیہ جو انسانی صنعت و اختیار کے بعد وجود میں آتی ہے جیسے مجسمہ اور تصاویر، حرام ہے۔ اور اسکرین پر آنے والا منظر بھی انسان کی صنعت واختیار کے بعد وجود میں آتا ہے لہٰذا یہ اس قدیم ایجاد کا ایک حصہ ہے اور شبیہ محرم میں داخل اور حرام ہے۔ اس کو نئی ایجاد جیسے مکبر الصوت، ٹیلیفون، وائرلیس وغیرہ کی طرح تجھ کر دو شقیں بنانا اور پھر اسکرین کے اس منظر کو جدید ایجاد میں داخل کرنا ہرگز درست نہیں۔

ہاں! ہر وہ جدید ایجاد جو عرف وعادت کے فیصلے اور قدیم ایجاد کا حصہ ہونے سے آزاد ہوگی اس کے بارے میں یہ بات بجا ہے کہ ماہرین سے اس کی حقیقت معلوم کر لی جائے، اگر وہ کسی حقیقت پر متفق ہو جائیں تو اس کو سامنے رکھ کر اس کا حکم بتا دیا جائے گا اور اگر خود ماہرین کا اس میں اختلاف ہو جائے تو اس صورت میں شاید صحیح بات یہی ہوگی کہ احتیاط کے پہلو کو سامنے رکھ کر اس کا

حکم بتایا جائے۔

الاصل اسکرین پر آنے والا منظر عرف وعادت کے فیصلوں اور قدیم ایجاد کا حصہ ہونے سے:

﴿ اولاً ﴾: چونکہ آزاد نہیں لہٰذا اس میں تحقیق بے جا ہے اور ﴿ ثانیاً ﴾: بفرض محال اگر ہم اس کو آزاد تصور بھی کرلیں تو اس میں ماہرین کا شدید اختلاف ہے۔

جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ اور جامعۃ الرشید وغیرہ متعدد اداروں نے ماہرین سے جو تحقیق کروائی ہے اس کا حاصل ان حضرات کی نظر میں یہ ہے کہ یہ شبیہ محرم اور تصویر ہے۔

نیز امریکی فیڈرل کورٹ نے ایک مقدمہ میں جو فیصلہ دیا ہے اس میں بھی اسکرین پر برقی اشارات کے ذریعہ سے نمودار ہونے والے منظر کو تصویر قرار دیا ہے۔

جبکہ قائلین حکم عکس خود اس کو عین عکس ماننے سے منکر ہیں۔ رہا ان کا تصویر سے انکار کرنا تو یہ انکار شبیہ محرم اور شبیہ مباح میں بنیادی فرق صنعت واختیار کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے، اس لئے اس کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔

﴿ ثانیاً ﴾: اگر اس کا مدار سائنسی تحقیق پر بھی رکھا جائے تو درج ذیل دو وجہوں کی بناء پر وہ بھی پوری طرح مجوزین کے لئے مفید نہیں۔

(۱) متعدد اداروں کا کہنا ہے کہ ہم نے ماہرین سے جو تحقیق کروائی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اسکرین پر آنے والا منظر شبیہ محرم اور تصویر ہے۔

آخر میں ان ماہرین کی تحقیقی رپورٹ پر مبنی تفصیلات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے حوالے سے پیش کی جائے گی۔

(۲) شبیہ محرم اور شبیہ مباح میں بنیادی فرق صنعت واختیار اور تصرف کے ہونے نہ ہونے کا ہے۔ اسکرین کا یہ منظر اس بنیادی وجہ میں جس کے ساتھ شریک ہوگا اسی کا حکم دیا جائے گا۔

اب ہم سائنس سے پوچھتے ہیں کہ اسکرین پر آنے والا منظر اس بنیادی فرق میں کس کے ساتھ

شریک ہے؟ تو سائنس کہتی ہے کہ یہ تصویر کے ساتھ شریک ہے کیونکہ جس طرح تصویر اور شبیہ مجرم انسانی صنعت و اختیار کے بعد وجود میں آکر انسانی تصرفات سے آزاد نہیں ہوتی اسی طرح یہ منظر بھی ہے کہ انسانی صنعت و اختیار کے بعد وجود میں آتا ہے اور انسانی تصرفات کے تابع ہوتا ہے۔ کیونکہ تصاویر کے رنگ و روغن میں اور منظر کو مزید خوشنما یا بدنما بنانے میں انسان اس میں تصرف کرتا رہتا ہے۔ کما لا یخفی

﴿ثالثاً﴾: اگر ان حضرات کی سائنسی تحقیق کو بھی مان لیا جائے تو سائنس کا جواب یہ ہوگا کہ جس طرح ایک شاگرد کسی استاذ سے تصویر سازی اور منظر کشی کی تعلیم حاصل کر کے اس تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر کسی منظر کو بنا کر دکھانے کی قدرت رکھتا ہے اسی طرح سائنس / سائنسی آلات بھی منظر دیکھ کر ایسی صلاحیت اور قابلیت حاصل کر لیتی ہے کہ جب چاہے اس قابلیت کی بنیاد پر بعینہ اسی منظر کو یا اس میں کچھ کمی و بیشی کر کے اسکرین پر بنا کر دکھا سکتی ہے، البتہ اس تصویر سازی کا گناہ سائنسی آلات کو نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بے اختیار ہے۔ گناہ اس متسبب مختار شخص کو ہوگا جس نے اُسے چلایا ہے۔ جبکہ پہلی صورت میں چونکہ بنا کر دکھانے والا خود فاعل مختار ہے، جس کی طرف براہ راست تصویر سازی کی یہ نسبت درست ہے۔ لہٰذا گناہ بھی اسی کو ملے گا۔

رہی یہ بات کہ یہ آلات ایک منٹ میں درجنوں بار تصویر بناتے اور مٹاتے ہیں تو دو وجہ سے یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں جس کی بناء پر سائنس کا یہ عمل تصویر سازی سے خارج ہو جائے۔

(۱) قیامِ تصویر کے لئے کسی کتاب میں امتداد وقت کی کسی مقدار کا شرط ہونا مذکور نہیں (یعنی یہ شرط نہیں کہ اتنی دیر تک باقی رہ کر نظر آئے تو تصویر ہے ورنہ نہیں) پس تصویر سازی کے لئے تصویر کا اس طور پر بنانا کہ اصل کے تابع نہ رہے خواہ ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو، کافی ہے۔

یہ کہنا کہ "وہ ہر لمحہ فنا ہو کر دوبارہ بن رہا ہوتا ہے" اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بننے کو تو سب مانتے ہیں اور ایسی صورت میں ایک منٹ کے اندر ایک تصویر بنانے کے بجائے درجنوں تصاویر

بنانے کا گناہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ نے فرمایا:
"اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ وہ مٹ جاتی ہے پھر بنتی ہے یہی عمل ہر لحظہ جاری رہتا ہے اس میں تو اور زیادہ قباحت ہے کہ بار بار تصویر بنانے کا گناہ ہوتا ہے" (احسن الفتاوی ۹/۸۹)

(۲) اتنی کثرت سے بنانا کہ بادی النظر میں وہ مسلسل تصویر کی طرح نظر آرہا ہو، کو بھی حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی نے تصویر قرار دیا ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: (قوله: أو ممحوة عضو لا تعيش بدونه) تعميم بعد تخصيص، و هل مثل ذلك ما لو كانت مثقوبة البطن مثلاً و الظاهر أنه لو كان الثقب كبيرا يظهر به نقصها فنعم و الا فلا، كما لو كان الثقب لوضع عصا تمسك بها كمثل صور الخيال التي يلعب بها لأنها تبقى معه صورة تامة تأمل (الشامية، كتاب الصلوة ۲ / ۵۰۲)

اب ایک بات رہ جاتی ہے کہ یہ مٹنا ایسا نہیں ہوتا کہ آلہ نے اس کو مٹا دیا بلکہ خود بخود مٹتا چلا جاتا ہے۔ تو یہ بات بھی کچھ ایسی خاص وزنی نہیں، کیونکہ اگر کوئی ہاتھ کے ذریعہ سے ایسی سیاہی کی مدد سے تصویر بنا دے جو تھوڑی دیر میں خود بخود سیاہی اڑ کر ختم ہو جائے تو کیا ایسی سیاہی سے تصویر بنانا جائز ہوگا؟ ظاہر ہے کہ اس کو کوئی بھی جائز نہیں کہے گا اور دونوں میں جلدی اور تاخیر سے مٹنے کے فرق کو مدار حکم نہیں بنانا درست نہ ہوگا۔

مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ کا جواب اور اس پر بعض اعتراضات کے جوابات

ویڈیو کیمرہ کی مدد سے بنائی گئی تصویر کے بارے میں کئے گئے ایک سوال کے جواب میں حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: اس بارے میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں۔

(۱) ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب کی منظر کشی کا عمل تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے جیسے قدیم زمانے میں ہاتھ سے بنائی جاتی تھی پھر کیمرے کی ایجاد نے اس قدیم طریقہ میں ترقی کی اور تصویر ہاتھ کی بجائے مشین سے بننے لگی جو زیادہ سہل اور دیرپا ہوتی ہے۔ اب اس عمل میں نئی نئی سائنسی ایجادات نے مزید ترقی اور جدت پیدا کی اور جاندو ساکن کی طرح اب چلتی پھرتی دوڑتی بھاگتی صورت کو بھی محفوظ کیا جانے لگا۔

یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کو قرار و بقا نہیں۔ اگر اس کو بقا نہیں تو وہ ٹی وی اسکرین پر چمکتی دمکتی اچھلتی کودتی نظر آنے والی چیز کیا ہوتی ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ وہی تصویر ہے جو کسی وقت لے کر محفوظ کر لی گئی تھی بصرف اتنی بات ہے کہ کیسٹ کی پٹی میں ایسی فنی جدت سے کام لیا گیا کہ دیکھنے میں پٹی خالی نظر آتی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ وہ تصویر مٹ کر معدوم نہیں ہوئی ورنہ وی سی آر پر دوبارہ کیسے ظاہر ہو سکتی؟

(۲) اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ مٹ جاتی ہے اور پھر بنتی ہے، یہی عمل ہر لحظہ جاری رہتا ہے تو اس میں تو اور زیادہ قباحت ہے کہ بار بار تصویر بنانے کا گناہ ہوتا ہے۔

(۳) اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں، اس لئے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے، اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے۔

(۴) اگر عدم بقا یا اس کا عکس ہونا تسلیم کر لیا جائے تو عوام اس دقیق فرق کو نہیں سمجھتے، اس کی گنجائش دینے سے ان میں تصویر سازی کی لعنت کے جواز کی اشاعت اور خوب تبلیغ ہوگی، اور واقعی و متفق علیہ تصویر کو بھی جائز سمجھنے کا مفسدہ پیدا ہوگا۔

(۵) تصویر ہونے نہ ہونے کا مدار عرف پر ہونا چاہیے نہ کہ سائنسی وفنی تدقیقات پر، اور عرف عام میں اسے تصویر ہی سمجھا جاتا ہے، جیسے شریعت نے صبح صادق اور طلوع وغروب کا علم کسی دقیق علم وفن پر موقوف نہیں رکھا، ظاہری و سہل علامات پر رکھا ہے۔

(۶) اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ عوام بار بار فرق کا اعلان کرنے سے سمجھ گئے ہیں یا سمجھ جائیں گے تو بھی اس میں عام تصویر سے کئی گنا بڑھ کر مفاسد پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند ایک اوپر بیان کئے گئے ہیں، ظاہر ہے کہ کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ اس کے عام استعمال وابتلاء کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے نہ کہ قلیل کالعدم استعمال کے پیش نظر۔

ماضی قریب کے بعض ملحد و گمراہ منکرین نے سینما دیکھنے کو یہ کہہ کر جائز قرار دیا تھا کہ یہ سینما ہال میں اسکرین پر ظاہر ہونے والی صورت تصویر نہیں عکس ہے، اس سے نوجوان نسل کو عریاں و فحش فلمیں دیکھنے کی جو ترغیب و تشجیع ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، وہ ایک ناجائز و حرام فعل کو جائز سمجھ کر بے محابا کرنے لگے، اب یہی حال بعض علماء کی اس نئی تحقیق کا ہے کہ ویڈیو تصویر کو چونکہ قرار و بقاء نہیں اس لئے یہ تصویر نہیں، اس سے وہ افراد جو ٹی وی وغیرہ کو ناجائز سمجھ کر اس سے گریزاں و ترساں تھے، ان کو اس گنجائش سے کھلی چھٹی مل گئی اور وہ جائز و منکرات سے پاک مناظر کو دیکھنے کے بہانے رفتہ رفتہ ہر غلط پروگرام، رقص و سرور اور عریانی و فحاشی کے مناظر دیکھنے میں مبتلاء ہورہے ہیں، اس کا محض امکان نہیں بلکہ وقوع ہے کہ بعض بظاہر دیندار لوگوں نے مسلمانوں کی مظلومیت اور جہاد کے مناظر دیکھنے دکھانے کے بہانے ٹی وی اور وی سی آر خریدا اور پھر ہر فحش ڈرامہ اور فلم دیکھنے کے عادی ہوگئے، اس طرح نوجوان نسل دنیا و آخرت کی تباہی کا شکار ہورہی ہے اور بعض مخلص دینی جماعتوں اور جہادی تنظیموں سے منسلک نوجوان اپنے اندر دین و جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کی بجائے بے راہ روی اور غلط روش کا شکار ہورہے ہیں، جس سے دین و جہاد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

اللهم انا نعوذ بک من شرور الفتن ما ظهر منها و ما بطن ، أنت العاصم و لا ملجا و لا منجا منک الا الیک ، و الله سبحانه و تعالى أعلم

(أحسن الفتاوى ۹ / ۸۸)

اعتراض : ظاہر نظر میں اچھلتی کودتی زندہ تصویر نظر آتی ہے لہٰذا یہ منظر تصویر سے بھی ایک قدم آگے ہے [کوئی وزنی بات نہیں کیونکہ] اگر کوئی حقیقت کسی دوسری حقیقت سے مختلف ہو تو صرف ظاہری اعتبار سے اس کی طرح ہونے یا اس حقیقت سے ظاہری اعتبار سے ایک قدم آگے ہونے کی وجہ سے ایک پر دوسرے کا حکم لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف ظاہری مشابہت کی وجہ سے ایک پر دوسرے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، بلکہ شریعت........اصل حقیقت کے اعتبار سے ہی حکم لگاتی ہے۔

جواب :

﴿اولاً﴾ : یہ تفصیل زیر نظر مسئلہ میں تو چل ہی نہیں سکتی کیونکہ یہاں صرف ظاہری مشابہت نہیں بلکہ تصویر اور منظر دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ تصویر کی حقیقت صنعت واختیار اور پائیداری وبقاء پر مبنی ہے، اور اس بنیادی حقیقت میں یہ اسکرین پر نظر آنے والا منظر بھی تصویر کے ساتھ پورے طور پر شریک ہے۔

البتہ اعتراض میں بیان کردہ تفصیل اشبہ بالعکس ہونے کے دلائل میں چلتی ہے، کیونکہ اشبہ بالعکس کے سلسلے میں بیان کردہ تمام دلائل سے صرف ظاہری مشابہت ثابت ہورہی ہے، حقیقت جن اجزاء پر مبنی ہے ان میں سے کسی ایک جزء میں بھی مشابہت نہیں۔ لہٰذا اس کو عکس کا حکم دینا جائز نہ ہوگا، بلکہ حقیقت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ یہ شبیہ محرم اور تصویر ہے اس کا بنانا اور دیکھنا دونوں حرام ہے۔

﴿ثانیاً﴾ : وہ امور جن کا تعلق دیانات سے ہے معاملات سے نہیں، اس میں ظاہری مشابہت کو بالکلیہ نظر انداز کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

صحیح بخاری میں یہ قصہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اعتکاف کے دنوں میں ملاقات کے لئے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائی تھیں، واپسی پر جب آنحضرت ﷺ ان کو گھر

تک چھوڑنے کے لئے ساتھ روانہ ہوئے تو مسجد کے دروازے کے پاس ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرہ کے دروازے کے قریب آپ ﷺ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر گفتگو فرما رہے تھے کہ دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہما وہاں سے گزرے، انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور آگے بڑھے، آپ ﷺ نے انہیں آواز دے کر رکوایا اور فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حیی ہیں، تاکہ وہ جان سکیں کہ آپ ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں، جس پر انہوں نے عرض کی کہ سبحان اللہ! یا رسول اللہ (ﷺ) ! بھلا آپ کے بارے میں ہمارے دلوں میں کچھ آسکتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان تو انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔ (بخاری ۱/۲۷۲، ۲۷۳، قدیمی کتب خانہ)

اس قصہ میں اجنبی عورت سے گفتگو کے ساتھ صرف ظاہری مشابہت تھی، حقیقت میں کوئی مشابہت نہ تھی، جس سے بچنے کا آپ ﷺ نے اس قدر اہتمام فرمایا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کا مشہور قصہ فضل الباری میں فتح الباری کے حوالے سے منقول ہے کہ امام بخاری کو زمانہ طالب علمی میں دریا کا سفر پیش آیا، امام کے پاس ایک ہزار اشرفیاں تھیں دوران سفر ایک شخص حسن عقیدت سے پیش آیا اور راہ و رسم قائم کر لی امام نے اس سے اپنی اشرفیوں کا ذکر کر دیا ایک دن صبح ہی اس شخص نے شور و غل مچانا شروع کر دیا لوگوں نے متعجب ہو کر اس آہ و بکا کا سبب دریافت کیا تو بولا میرے پاس ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی تھی آج وہ میرے سامان میں نہیں ہے تفتیش کے لئے جہاز والوں کی تلاشی لی جانے لگی امام نے یہ دیکھ کر تھیلی سمندر میں ڈال دی امام کی تلاشی بھی لی گئی جب کسی مسافر کے سامان سے وہ تھیلی نہ نکلی تو لوگوں نے اس شخص کو اس حرکت پر شرمندہ کیا جب سفر ختم ہو گیا اور جہاز کے تمام مسافر اتر گئے تو تنہائی میں وہ شخص امام بخاری رحمہ اللہ تعالی سے ملا اور اشرفیوں کے بارے کہنے لگا کہ آپ نے اشرفیوں کی جس تھیلی کا مجھ سے ذکر کیا تھا، وہ کہاں ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں نے اسے سمندر میں پھینک دیا تھا،

اس نے کہا کہ اتنی بڑی رقم کو برباد کرنے کے لئے آپ کیسے آمادہ ہوئے اور اس کا ضیاع کس طرح برداشت کیا؟ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری پوری زندگی سید الکونین ﷺ کی احادیث کی تدوین وترتیب میں گزر گئی اور اب میری ثقاہت اور دیانت اور پاکیزگی ضرب المثل بن گئی ہے تو جو دولت میں نے زندگی کی بہاروں اور عمر عزیز کے گراں قدر لمحات کو گنوا کر حاصل کی ہے، چوری کا شبہ اپنے اوپر لے کر اسے کیسے لٹا دیتا۔ (فضل الباری ۱/۵۵)

اور یہی اصول حدیث میں سے ایک اصل ہے کہ متہم بالکذب وغیرہ کی حدیث بھی مقبول نہیں۔

قال ابن الحجر : اما أن یکون لکذب الراوی أو تہمتہ بذلک

(شرح شرح نخبة الفکر : ۴۳۰، قدیمی کتب خانہ)

اسی طرح اس قولی حدیث ﴿ اتقوا مواضع التھم ﴾ سے یہ قاعدہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جس کا ظاہر گناہ کے ظاہر سے مشابہ ہو اور اس کے اختیار کرنے سے تہمت لگنے کا خطرہ ہو تو اس سے بھی بچنا چاہیے۔

تنبیہ: یہ حدیث اگرچہ لفظاً ثابت نہیں لیکن معنی صحیح ہے۔ اسی معنی میں حضرت عمر ؓ کا اثر مروی ہے : من سلک مسالک الظن اتھم، و رواہ الخرائطی فی مکارم الأخلاق مرفوعا (کشف الخفا ۱/۳۷، دار الکتب العلمیة، بیروت)

عن عائشة رضی اللہ تعالی عنھا قالت: کان عتبة بن أبی وقاص عھد الی أخیہ سعد بن أبی وقاص أن ابن ولیدة زمعة منی فاقبضہ الیک، فلما کان عام الفتح أخذہ سعد فقال: انہ ابن أخیہ، و قال عبد بن زمعة: أخی، فتساوقا الی رسول اللہ ﷺ فقال سعد: یا رسول اللہ! ان أخی کان عھد الی فیہ، و قال عبد بن زمعة: أخی و ابن ولیدة أبی ولد علیٰ فراشہ، فقال رسول اللہ ﷺ: ھو لک یا عبد بن زمعة، الولد للفراش و للعاھر الحجر، ثم قال لسودة بنت زمعة: احتجبی منہ لما رأی

من شبهه بعتبة فما راها حتى لقى الله، متفق عليه (المشكوة : ۲۸۷)

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پردہ کا حکم دینا یہ بھی صرف ظاہری مشابہت کی بناء پر تھا ورنہ حقیقت میں الولد للفراش و للعاهر الحجر کے قانون کے مطابق ان کا بھائی تھا۔

﴿ ثالثاً ﴾: کچھ حضرات نے بینکنگ کی بعض صورتوں کا ذکر کیا ہے کہ صورۃ سودی بینکنگ کے مشابہ ہیں اور حقیقۃً فرق ہے۔ یہ بھی خوش فہمی کی بات ہے۔ کیونکہ متعدد علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان کے صرف الفاظ شرعی ہیں، معنی اور حقیقت میں سود ہے۔ اور اس کی مثال بعینہ اس طرح ہے جیسے گدھے کو حلال جانوروں کے ناموں سے حلال کرنے کی کوشش کی جائے ظاہر ہے کہ ناموں سے حلال نہیں ہوگا جب تک نمک کی کان میں مر کر کچھ عرصہ گزار کر اپنی حقیقت سے دست بردار نہ ہو جائے۔

مثلاً لزوم والتزام کے الفاظ استعمال کر کے یہ کوشش ضروری ہے کہ لزوم کو کسی طرح التزام میں داخل کر کے حلال کر دیا جائے، جبکہ نہ تو ان الفاظ سے وہ اس میں داخل ہوا ہے اور نہ ہی کوئی اس کو داخل سمجھتا ہے۔

التزام کی حقیقت دیانات میں تو مسلم ہے کہ ایک آدمی یہ کہہ دے کہ میں نماز میں کوتاہی یا غیبت کروں تو میں اتنا صدقہ کرونگا، لیکن معاملات میں جہاں انسان اپنے آپ کو ادا کرنے پر کسی قانون کے دباؤ میں مجبور سمجھتا ہو، وہاں التزام کا لفظ تو ہوگا مگر اس کی حقیقت نہ ہوگی۔ لہٰذا بقول بعض کے ظاہری الفاظ اور تحریر پر حکم لگانے کے بجائے، حقیقت پر حکم لگانا چاہیے۔

تنبیہ ۱ : اس مسئلہ کی مالہا وما علیہا تفصیلات ہماری کتاب ''غیر سودی بینکاری، ایک منصفانہ علمی جائزہ'' میں ملاحظہ ہوں۔

تنبیہ ۲ : حضرت مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے جواب کی جن دوسری شقوں پر بعض نے اعتراضات کئے ہیں، ان کے جوابات تفصیل سے گذشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

﴿بعض تسامحات کی نشاندہی﴾

نمبر (۱) : سود حرام لعینہ ہے اس کے باوجود اس کی مشابہت سے بچنا شرعاً فرض و واجب نہیں صرف افضل و اولیٰ ہے۔

جواب : یہ ایک تسامح ہے کیونکہ شبہ ربوا کی ممانعت ربوا ہی کی طرح ہے۔

فتحقق شبهة الربوا و هی مانعة كالحقيقة (الهداية ۳ / ۸۳، ط رحمانية)

البتہ شبہۃ شبہۃ ربوا کا حکم حقیقت ربوا کی طرح نہیں۔

فتنزل الشبهة فيه الى شبهة الشبهة و هی غير معتبرة

(الهداية ۳ / ۸۳، ط رحمانية)

اس طرح سماع موتی جو ذریعہ شرک ہے عوام کے سامنے ان کو شرک سے بچانے کے لئے اس کا انکار کرنا ضروری ہے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: البتہ عوام کا سا اعتقاد و اثبات کہ اس کو حاضر و ناظر متصرف مستقل فی الامور سمجھتے ہیں، یہ صریح ضلالت ہے اگر اس کی اصلاح بدون انکار سماع کے نہ ہو سکے تو انکار سماع واجب ہے۔

(التكشف عن مهمات التصوف :۳۹۴، کتب خانہ مظہری)

نمبر (۲) : ذریعہ کا ذریعہ سبب بعید ہے جو فی نفسہ ناجائز نہیں جیسا کہ...... بدنظری سداً للذرائع ناجائز ہے جبکہ گھر سے نکلنا جو کہ بدنظری کا ذریعہ بنتا ہے وہ ناجائز نہیں کیونکہ یہ ذریعہ کا ذریعہ ہے، اور ذریعہ کا ذریعہ سبب بعید ہے اس لئے ناجائز نہیں۔

جواب : یہ بھی ایک تسامح ہے کیونکہ ہر ذریعہ کے ذریعہ کو سبب بعید کہہ کر اس کے جائز ہونے کا فتویٰ نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ﴿باب من اطلع فی بیت قوم ففقئوا عینه فلا دیة له﴾ (البخاری ۲ / ۱۰۲۰) قائم کرکے اس مضمون کی

کئی احادیث کو ذکر فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے گھر میں جھانکنا بہت بڑی معصیت ہے حالانکہ یہ بدنظری کا ذریعہ ہے۔

اسی طرح بدنظری کے ماحول میں جاکر سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھنا بدنظری کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اور حدیث:

عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا تتبع النظرة النظرة فان الأولی لک و الآخرة علیک (سنن الدارمی: ۸۹۱، دار المعرفة، بیروت)

اس کے ساتھ خاص ہے کہ جہاں آپ کو ظن غالب یہ ہو کہ کوئی نامحرم نہیں ہے اس وقت اگر اچانک کوئی خاتون سامنے آجائے اور نظر پڑ گئی تو معاف ہے اور جہاں آنے کا ظن ہو وہاں نظر اٹھا کر دیکھنا ہی جائز نہیں، لہٰذا پہلی نظر بھی معاف نہیں۔ اسی طرح شرعی پردہ فرض ہے، جبکہ بے پردگی حرام ہے جو ذریعہ ہے شہوۃ کا جو کہ ذریعہ ہے زنا کا۔

ماہرینِ فن کی آراء کی روشنی میں

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے علماء کرام کی تحقیقی کاوش

"..........جدید دور میں کیمرہ کی مدد سے تصویر سازی کا طریقہ جب رائج ہوا تو اس کے ٹیکنیکی اور فنی نظام کا جائزہ لینے کے بعد ہی حتمی رائے قائم کی جانا ممکن تھا، لہٰذا تحقیق کی گئی اور تحقیق کے بعد جو بات واضح ہوئی وہ نذر قرطاس ہے۔

کیمرہ کے ذریعہ بنائی جانے والی تصاویر کے دو طریقے یا نظام ہیں:

(۱) قدیم نظام جس کو اینالوگ سسٹم (غیر عددی نظام) کہتے ہیں۔

(۲) جدید نظام جس کو ڈیجیٹل سسٹم (عددی نظام) کہتے ہیں۔

(۱) اینالوگ سسٹم (غیر عددی نظام):

اینالوگ سسٹم میں تصویر سازی کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ کسی واقعی منظر کے عکس کا ایک پائیدار نقش کسی سطح مثلاً کیمرہ کی ریل کے فیتے، یا کسی پلاسٹک یا منعکس ہونے والی ساخت کی سطح پر محفوظ کرلیا جاتا ہے، جس کو بعد میں نیگیٹیو میں دیکھا جاسکتا ہے اور اس کے بعد مخصوص کیمیائی عمل سے گزار کر مخصوص کاغذ پر اصل منظر کے مثل، نقش کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جن کیمروں میں ریل استعمال کی جاتی ہے ان سے حاصل کردہ تصاویر اسی نظام کے تحت بنائی جاتی ہیں۔

(۲) ڈیجیٹل سسٹم (عددی نظام):

(۱) ڈیجیٹل سسٹم میں تصویر سازی کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جس منظر کو محفوظ کرنا یا دکھایا جانا مقصود ہوتا ہے، منظر کو اخذ کرنے والا اس منظر کے اندر موجود، رنگوں کی روشنی کی لہروں کو، برقی لہروں میں تبدیل کرتے ہوئے وصول کرنے والے آلے کی طرف ارسال کرتا ہے۔

(۲) پھر وصول کرنے والا آلہ (ریسیور) ان برقی لہروں کا ترجمہ ان کی قوت کی نشاندہی کرنے والے ایک اور صفر کے جوڑوں پر مشتمل اعداد کی صورت میں ایک مسلسل ترتیب کے ساتھ کرتا ہے۔

(۳) اعداد کی صورت میں بھیجے گئے منظر کا ترجمہ کرنے کے بعد کیمرہ میں موجود، سکینر (تقطیع کرنے والا آلہ) اس مکمل منظر پر دلالت کرنے والے اعداد کے مسلسل ترجمے کو سینکڑوں یا ہزاروں مربع خانوں میں تقسیم کردیتا ہے، یہ تقسیم جب تک کیمرہ کے اندر ہورہی ہوتی ہے یہ غیر حسی ہوتی ہے۔ (البتہ ایک عقلی اور معنوی تقسیم ہوچکی ہوتی ہے)

(۴) ان مربع خانہ میں موجود ایک اور صفر کے جوڑوں پر مشتمل اعداد در اصل بجلی کی اس قوت پر دلالت کرتے ہیں جس سے رنگوں کی ویسی ہی لہریں پیدا ہوں جیسی لہریں اصل منظر کے اس حصہ میں تھیں جس حصہ کی ترجمانی یہ مربع خانہ کررہا ہے۔ اس کے علاوہ اس چوکور خانے میں مطلوبہ رنگوں کے مواقف بجلی کی لہروں پر دلالت کرنے والے اعداد و شمار (ایک اور صفر کے جوڑوں) کے

ساتھ یہ ہدایت بھی محفوظ ہوتی ہے کہ اس مربع خانے کے اعداد کے موافق قوت کی برقی لہروں سے روشنی کے رنگوں کی لہروں کو اسکرین کے پیچھے موجود فاسفورس لگی ہوئی شیٹ کے کس حصہ پر ڈالا جائے تاکہ اس حصہ پر اصل منظر کے اس حصہ کا مثل منظر ظاہر ہو جس حصہ کے متعلق معلومات پر یہ مربع خانہ مشتمل ہے۔

وہ مربع خانہ جس میں منظر کے متعلقہ حصہ کے رنگوں کے بارے میں معلومات اور منظر کے متعلقہ حصہ کے لئے اسکرین پر متعین مقام کی ہدایت ہوتی ہے، فنی اصطلاح میں پکسل (Pixel) کہلاتا ہے۔

جب مذکورہ بالا عمل کے ذریعہ کسی واقعی منظر کی روشنی کے رنگوں کی لہروں کے ترجمہ پر مشتمل ایک اور صفر کے جوڑوں کے اعداد کے مرتبہ سلسلوں میں بکھری ہوئی معلومات کے اشاروں کو سکینر (تقطیع کرنے والے آلے) کے ذریعہ سینکڑوں یا ہزاروں مربع خانوں (پکسل) کی صورت میں تقسیم کر دیا جاتا ہے تو اس طرح اس منظر کی ایک عددی اور معنوی نقل تیار ہو جاتی ہے، جو اس منظر کے ہر رنگ و روپ (اور آواز پر مشتمل ہونے کی صورت میں آواز) کے ترجمہ پر مشتمل ہوتی ہے۔

اب جبکہ یہ ایک مکمل عددی اور معنوی نقل تیار ہو چکی ہے جو کیمرہ کے عددی محفوظ کرنے کے مقام (ڈیجیٹل اسٹوریج Digital storage) میں محفوظ ہے، اس کو کسی بھی دوسرے عددی محفوظ کرنے کے مقام میں منتقل کر کے اس سے متعلقہ آلے کے ذریعہ دیکھا جانا ممکن ہے۔

محفوظ کرنے کے یہ آلے مختلف قسم کے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً فلاپی ڈسک، سی ڈی، ڈی وی ڈی وغیرہ۔

وضاحت : جب کسی منظر کو کسی اسکرین پر ظاہر کیا جانا مقصود ہوتا ہے تو اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، کہ کمپیوٹر یا ٹی وی میں موجود ایک چپ (جس میں لیزر کے ذریعہ کروڑ ہا بجلی کی قوت کی معلومات کے موافق) بجلی کی لہریں گزاری جاتی ہیں، ان مثبت اور منفی قوت کی بجلی

کے متعلق ہدایات کے موافق بجلی گزارنے سے سوئچ آن یا آف ہوتے رہتے ہیں، ایک اور صفر کے اشاروں کے موافق قوت کی بجلی اس چپ میں سے گزارنے سے سوئچوں کے آن یا آف ہونے سے مطلوبہ رنگوں والی لہریں پیدا ہوتی ہیں، جن لہروں کو مربع خانوں میں دی گئی ہدایات کے موافق اسکرین کے پیچھے موجود فاسفورس لگی ہوئی شیٹ (جس میں کروڑہا مسامات ہوتے ہیں) کے معینہ مقام پر ڈالا جاتا ہے، جب فاسفورس لگی ہوئی شیٹ (سطح) پر مطلوبہ رنگوں کے موافق روشنی کی لہریں ڈالی جاتی ہیں تو اسکرین کا وہ حصہ چمکنے لگتا ہے۔ اور اس طرح اسکرین پر ہمیں اصل منظر کا مثل منظر نظر آنے لگتا ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈیجیٹل نظام میں جس محفوظ شدہ منظر کا ترجمہ ایک اور صفر کی جوڑیوں پر مشتمل اعداد کے سلسلے میں کیا گیا ہوتا ہے اس کو دوبارہ ظاہر کرنے کے لئے بھی عددی ترجمہ کو سمجھنے والا آلہ درکار ہوتا ہے۔ جو اس عددی ترجمہ کے اعداد کی ہدایات کے موافق قوت کی بجلی کو چپ میں سے گزار کر سوئچوں کے آن اور آف ہونے کے ذریعہ مطلوبہ رنگوں کی روشنی کی لہروں کو اسکرین کے پیچھے موجود سطح پر ڈال کر اصل منظر کے مثل منظر دوبارہ ظاہر کر سکے۔

نیز یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈیجیٹل نظام میں محفوظ شدہ منظر کی حفاظت کا نظام، اینالوگ سسٹم (غیر عددی نظام) کی نسبت زیادہ پائیدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نمی، دھوپ اور گرمی کی حدت اس پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ جبکہ اینالوگ سسٹم میں منظر کے عکس کو جس پلاسٹک کی شیٹ یا منعکس ہونے والی ساخت پر محفوظ کیا جاتا ہے وہ مذکورہ عوامل سے متأثر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ عددی نظام (ڈیجیٹل سسٹم) کی پائیداری غیر عددی نظام (اینالوگ سسٹم) سے بدرجہا قابل اعتماد ہے۔ اور یہی خصوصیت ڈیجیٹل نظام کی روز افزوں ترقی کا راز ہے۔

براہ راست نشر کیے جانے والے اور پہلے سے محفوظ شدہ پروگرام میں فرق

دونوں طریقوں میں اس کے علاوہ کوئی بنیادی اور اساسی فرق نہیں ہے کہ: کسی ریل یا سی ڈی کے ذریعہ محفوظ شدہ پروگرام کو نشر کرتے وقت اصل منظر عملاً کسی دوسرے مقام پر موجود نہیں ہوتا، جبکہ براہ راست نشر کیے جانے والے پروگرام میں اسی لمحے اصل منظر عملاً کسی دوسرے مقام پر ہوتا ہے۔

لیکن نشر کرتے وقت جو ترتیب اختیار کی جاتی ہے، وہ بہر دو صورت یکساں ہوتی ہے یعنی اصل منظر کے رنگ و روپ کی روشنی کی لہروں کو برقی ذرات میں تبدیل کر کے وصول کرنے والے آلے کو ارسال کرنا، پھر وصول کرنے والے آلے کا ان لہروں کی قوت کا ترجمہ ایک اور صفر کی جوڑیوں پر مشتمل اعداد کی صورت میں کرنا، اور پھر ان اعداد کی ہدایات کے موافق قوت کی بجلی کو چپ میں سے گزار کر سوئچوں کے آن اور آف ہونے کے ذریعہ مطلوبہ رنگوں کی روشنی کی لہروں کو اسکرین کے پیچھے موجود فاسفورس لگی ہوئی شیٹ (جس میں کروڑہا مسامات ہوتے ہیں) پر ڈالنا تاکہ اس شیٹ کے چمکنے سے مطلوبہ منظر نظر آئے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ براہ راست نشر کیے جانے والے پروگرام میں یہ تمام مراحل تقریباً ایک سیکنڈ کے اندر طے ہو جاتے ہیں، جبکہ محفوظ شدہ پروگرام میں اصل منظر کی معلومات کو ایک اور صفر کے اعداد کے سلسلوں میں محفوظ کرنے کی حد تک کارروائی مکمل ہو چکی ہوتی ہے اور دیکھنے کے وقت صرف محفوظ شدہ معلومات کے موافق بجلی کی لہروں سے رنگوں کی لہریں پیدا کر کے متعلقہ منظر دوبارہ پیدا کیا جاتا ہے۔

(۱) چونکہ براہ راست پروگرام میں اصل منظر عملاً اسی لمحہ کسی دوسرے مقام پر ہوتا ہے، اور اس لمحہ وہی منظر اسکرین پر دکھایا جارہا ہوتا ہے۔

(۲) اور یہ منظر اسکرین پر ایک سیکنڈ میں ۳۰ / ۶۰ مرتبہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا بادی النظر میں شبہ ان دونوں باتوں سے اس بات کا پیدا ہوتا ہے کہ براہ راست نشر کیا جانے والا پروگرام عکس

ہے، یا عکس کے حکم میں ہے، یا اشبہ بالعکس ہے یا اقرب الی العکس ہے۔

اگرچہ بظاہر یہ شبہ بہت قوی ہے، لیکن دقت نظر سے دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان دونوں باتوں کے باوجود بھی براہِ راست نشر کئے جانے والے پروگرام بھی تصویر سازی اور انشاء تصویر داخل ہیں، نقل عکس نہیں ہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ براہِ راست نشر کئے جانے والے پروگرام میں بھی اصل منظر کی روشنی کے رنگوں کی لہروں کو بعینہا وبجنسہا نقل نہیں کیا جاتا۔ دوسرے لفظوں میں، براہِ راست نشر کئے جانے والے پروگرام میں، اسی طرح کلوز سرکٹ کیمرہ میں اور ڈیجیٹل کیمرہ میں بھی، جو منظر ہم دیکھتے ہیں وہ روشنی کے رنگوں کی جن لہروں سے ظاہر کیا جاتا ہے وہ لہریں اصل منظر کی روشنی کے رنگوں کی لہریں نہیں ہوتیں جن کو منتقل کیا گیا ہو (جیسا کہ ایک میل دور منظر کو اگر دس شیشوں یا آئینوں کے ذریعہ دیکھا جائے، تو ایسی صورت میں اصل منظر ہی کی لہریں ان شیشوں میں سے نفوذ کر کے پار ہوتی ہوئی ہماری نگاہوں کو نظر آتی ہیں) یہی وجہ ہے کہ مذکورہ طریقہ کو نقلِ عکس کہا جاتا ہے، تصویر سازی نہیں کہا جاتا۔

جبکہ براہِ راست نشر کئے جانے والے پروگرام میں اصل منظر کی روشنی کی لہروں کو بجنسہا نقل نہیں کیا جاتا، بلکہ ان لہروں کو برقی لہروں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اور اس تبدیلی سے ان لہروں کی ماہیت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ یعنی اب وہ رنگوں کی لہریں نہیں رہیں بلکہ بجلی کی لہریں بن گئی ہیں۔ اس کے بعد کیمرے کا ریسیور (وصول کرنے والا آلہ) ان برقی لہروں کی قوت کا ترجمہ ایک اور صفر کے جوڑوں پر مشتمل اعداد کی صورت میں کرتا ہے، پھر اس ایک اور صفر کے جوڑوں پر مشتمل اعداد کی ہدایت کے موافق بجلی کی لہروں کو چپ میں سے گزار کر سوئچوں کے آن اور آف ہونے سے مطلوبہ رنگوں کی روشنی کی شعاعیں دوبارہ پیدا کی جاتی ہیں جن کو اسکرین کے پیچھے موجود فاسفورس لگی ہوئی شیٹ پر ڈال کر اصل منظر کے مثل منظر کا انشاء کیا جاتا ہے۔ اور جب یہ بات ظاہر

ہے کہ اصل منظر کی روشنی کے رنگوں کی شعاعوں کو نقل نہیں کیا گیا، بلکہ ان شعاعوں کو بجلی کی لہروں میں تبدیل کر کے کیمرہ کے ریسیور (وصول کرنے والے آلے) کی طرف ارسال کیا گیا ہے۔ اور پھر ان بجلی کی لہروں کی قوت کا ترجمہ ایک اور صفر میں کرنے کے بعد وہ مرسلہ بجلی کی لہریں فنا ہو گئیں، اور پھر اس ترجمہ کی مدد سے دوبارہ اسی قوت کی بجلی پیدا کر کے اس سے اصل منظر کی روشنی کے رنگوں کے مثل رنگوں کی روشنی فاسفورس لگی ہوئی شیٹ پر ڈالی گئی ہے۔ تو یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ تمام کاروائی محض کسی منظر کے عکس کی نقل نہیں ہے بلکہ اس منظر کے مثل منظر کا انشاء ہے۔ جو حقیقی طور پر تصویر سازی کے زمرے میں داخل ہے۔

اس کی ایک قوی دلیل یہ ہے کہ براہ راست دکھائے جانے والے پروگرام میں دکھایا جانے والا منظر اصل منظر سے کسی قدر متفاوت ہوتا ہے، اگرچہ یہ تفاوت اتنا معمولی ہوتا ہے کہ آسانی سے محسوس نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اصل منظر کے رنگ وروپ کے ترجمہ پر مشتمل ایک اور صفر کی جوڑیوں کے سلسلے کی ہدایت کے موافق بجلی کی لہروں سے رنگوں کی جو لہریں پیدا کی جاتی ہیں ان میں قدرتی اور اصل رنگ سے قدرے تفاوت ہوتا ہے۔

نیز ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ مکمل منظر کی 100 % نقل اور مثل اسکرین پر دکھائی نہیں جاتی بلکہ غیر ضروری اور انتہائی معمولی چیزوں کو ترک بھی کر دیا جاتا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس آئینہ میں دیکھے جانے والے عکس میں جو منظر ہوتا ہے وہ وہی اصل منظر کی روشنی کی لہروں کا ہی عکس ہوتا ہے جو آئینہ کی سطح پر منعکس ہو کر نظر آتا ہے۔

اور جہاں تک یہ بات ہے کہ براہ راست نشر کئے جانے والے پروگرام میں اصل منظر اسی مقام پر عملاً موجود ہوتا ہے تو یہ بات براہ راست نشر کئے جانے والے پروگرام کو عکس ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں، کیونکہ متفق علیہ تصویر سازی میں بھی جب اصل منظر عملاً موجود ہو تو بھی وہ تصویر سازی ہی رہتی ہے، ہاں یہ بات باقی رہ جاتی ہے کہ اگر اصل منظر ہٹ جائے تو براہ راست

پروگرام میں بھی مزید مناظر پیش نہیں کئے جاسکتے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب براہ راست پروگرام میں اسی عملی منظر کو دکھایا جانا مقصود ہوتا ہے جو عملاً موجود ہوتا ہے تو اس منظر کی عکاسی روک دینے سے وہ منظر کس طرح دیکھا جانا ممکن ہوگا؟ نیز براہ راست پروگرام میں اگر اصل منظر موجود ہوتا ہے لیکن نشر کیا جانے والا منظر اس اصل منظر کے تابع نہیں ہوتا بلکہ اس ایک اور صفر کی معلومات کے تابع ہوتا ہے جو کیمرہ میں محفوظ ہوتی ہیں، اگر متحرک منظر دکھانا مقصود ہوتا ہے تو دو طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس منظر کی مختلف اوضاع اور حالتوں پر مشتمل مختلف تصاویر کو مناسب رفتار اور ترتیب کے ساتھ اسکرین پر سے گزارا جاتا ہے جس سے وہ منظر متحرک محسوس ہوتا ہے، لیکن یہ طریقہ ان تصاویر میں ہوتا ہے جو ایک ہی ٹکڑے میں بنی ہوئی ہوں، جیسا کہ قدیم نظام اینالوگ سسٹم میں ہوتا تھا۔

جو تصاویر ہزاروں خانوں میں تقسیم ہو کر بنی ہوں جیسا کہ ڈیجیٹل سسٹم میں ہوتا ہے ان میں متحرک منظر دکھانے کے لیے مستقل تصاویر کو مخصوص رفتار اور ترتیب کے ساتھ اسکرین پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی، بلکہ تصویر کے جس حصہ میں حرکت دکھائی جانی مقصود ہوتی ہے اس حصہ کے مقام پر روشنی کی لہروں میں مطلوب تبدیلی لائی جاتی ہے اور باقی منظر اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔ گذشتہ سطور میں ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر براہ راست نشریات میں اصل منظر عملاً کسی دوسرے مقام پر ہو اور اصل منظر کے سامنے سے کیمرہ کے رخ کو ہٹانے سے اصل منظر نظر آئے، تاہم اس سے براہ راست نشریات کا عکس ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ جب مقصود ہی اس اصل منظر کی تصویر ہی ہے جو عملاً اس وقت موجود ہے تو اس منظر سے آگے تصویر سازی کے ہٹ جانے سے اصل منظر کی تصویر کیونکر بن سکے گی؟ جس طرح آئینے سے جس منظر کا دیکھنا مقصود ہو آئینہ کے اس کے سامنے سے ہٹالینے سے وہ منظر بھی نظر نہیں آتا، اس کے علاوہ یہ بات بھی واضح

دینی چاہیے کہ ٹی وی یا مانیٹر کی اسکرین پر متحرک نظر آنے والا منظر جس میں ایک سیکنڈ ۳۰ ر ۶۰ مرتبہ تبدیلی ہوتی ہے، وہ بھی استقرار سے خالی نہیں ہے، اگرچہ یہ استقرار بہت معمولی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عدم استقرار ذاتی نہیں ہے بلکہ یہ عدم استقرار در حقیقت اس کیمرہ کے خودکار نظام کی طرف مضاف ہے جس میں ایک سیکنڈ میں ۳۰ ر ۶۰ مرتبہ منظر تبدیل کرنے کی ہدایت موجود ہے اور اس خودکار نظام کو چلانے والے نے جب چلایا تو اس کی ہدایت کے موافق منظر آتا رہا اور ختم ہوتا رہا اور ختم ہونے والے مقام پر اس کا اثر ذہنوں کے اندر سے زائل ہونے سے پہلے دوسرا منظر آتا رہا، اس طرح در حقیقت ایک ٹھہرا ہوا منظر ہمیں اس طرح متحرک نظر آتا ہے کہ سابقہ منظر کا خیال ذہن سے زائل ہونے سے پہلے ہی دوسرا منظر آتا ہے (ایک نظر ذہن میں غائب ہونے کے بعد بھی) ۱۶ را سیکنڈ تک رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر پروگرام کو پیش کرنے والا اسکرین کے مختلف حصوں پر روشنی کی لہروں میں تبدیلی کرنے والے نظام کو روک دے تو یہ تصویر ساکن ہو جائے گی۔

براہ راست نشر کئے جانے والے پروگرام کے متعلق یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اصل منظر کے قیام پر موجود ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ حاصل کی گئی روشنی کے رنگوں کی لہروں کو برقی ذرات میں تبدیل کر کے ایک مصنوعی مواصلاتی سیارے پر بھیجا جاتا ہے جس میں ان معلومات کی ایک نقل محفوظ کر کے ان کو دوبارہ اصل منظر کے مقام پر موجود کیمرہ کے ارسال کرنے والے آلے کی طرف بھیجتا ہے اس تصدیق کے لئے کہ آیا یہی وہ معلومات ہیں جو اس آلہ نے مواصلاتی سیارے کو ارسال کی ہیں؟ اور کیا اس میں فضا میں بکھری ہوئی دیگر ہزاروں لہروں میں سے کسی لہر کی آمیزش تو نہیں؟ اس کے بعد جب معلومات کے درست ہونے کی صورت میں کیمرہ کا آلہ وہ معلومات مواصلاتی سیارے کو تصدیق کر کے دوبارہ بھیجتا ہے تو مواصلاتی سیارہ برقی ذرات کی شکل میں ان معلومات کو متعلقہ مرکز نشریات کی طرف ارسال کر دیتا ہے۔ چنانچہ مرکز نشریات مذکورہ بالا مخصوص مراحل پر مشتمل طریقۂ کار سے گزر کر اس منظر کو نشر کر دیتا ہے۔ بعض اوقات مواصلاتی سیارے اور

کیمرے ارسال کرنے والے آلے کے درمیان تصدیق کے لئے معلومات کا یہ اخذ وارسال ۸ مرتبہ تک بھی ہوتا ہے اور عام طور پر اس کا دورانیہ ایک سیکنڈ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ مرکز نشریات میں پروگرام کے دورانیے میں دکھائے جانے والے منظر کو زیادہ واضح اور خوشنما بنانے کی غرض سے ایک پروگرام انجینئر ہر وقت موجود رہتا ہے جو ارسال کی گئی تصویر کی معلومات میں تبدیلی حسب منشاء وحسب ضرورت کرتا رہتا ہے، جس میں رنگوں کو گہرا یا مدھم کرنا شامل ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ نشریات کے دوران اپنی طرف سے بھی چند مناظر داخل کرتا رہتا ہے جو عام طور پر کمرشل ایڈ ہوتے ہیں یعنی تجارتی اشتہارات وغیرہ۔ اس بھی اعتنا اس کے درجہ میں یہ واضح ہوتا ہے کہ براہ راست نشر کیا جانے والا پروگرام بھی تصویر سازی کے دائرے سے باہر نہیں بلکہ وہ بھی اسی سلسلے کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ٹی وی اور مانیٹر کی اسکرین ہو یا کلوز سرکٹ کیمرہ یا کوئی بھی ڈیجیٹل کیمرہ ہو، تمام صورتوں میں تصویر سازی کا عمل ہوتا ہے۔ باقی اس کا عدمِ استقرار تصویر سازی ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ عدمِ استقرار اسی مصور کی طرف مضاف ہے۔ جس نے تصویر کو متحرک ظاہر کرنے کے لئے اور حقیقت سے قریب تر ظاہر کرنے کے لئے تصویر سازی کے اس نظام کو چلا دیا ہے، جس میں یہ ہدایت موجود ہے کہ ہر لمحے میں اتنی مرتبہ منظر تبدیل ہو کر وہ متحرک نظر آئے۔

اس کی مثال خودکار اسلحہ چلانے والے کا عمل ہے کہ وہ ایک کھٹکے (ٹریگر) کو دبا کر اسلحہ کو رکھ دے، اور پھر اس اسلحہ سے یکے بعد دیگرے مسلسل ترتیب کے ساتھ ہلاکت خیز مواد تباہی مچادے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام تباہی اسی ایک مرتبہ ٹریگر دبانے سے ہوئی ہے اور تباہیوں اور ہلاکتوں کا ذمہ دار وہی ہے جس نے اس ٹریگر کو دبایا ہے، جس کے دبانے سے خودکار نظام کے تحت تسلسل کے ساتھ ہلاکت خیز مواد پھیلا ہے۔

گویا عملی طور پر ٹی وی اور دیگر آلات کے ذریعہ تصویر سازی کرنے والے مصور کا عمل اس مصور

کی طرح ہے جو ایک سیکنڈ میں ۳۰/۶۰ مرتبہ تصویر بنائے اور ہر نئی تصویر بنا کر اس کو باقی رکھنے کے عمل سے زیادہ سخت شنیع ہے گویا اس مصور نے ۶۰ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق میں ہمسری اور مشابہت کی جرأت کی ہے۔ ڈیجیٹل نظام کے تحت بنائی گئی متحرک تصویر اور ہاتھ سے بنائی گئی غیر متحرک تصویر میں فرق صرف آلہ کا باقی رہ جاتا ہے۔

ہاتھ سے بنائی گئی تصویر میں مادی رنگ اور سیاہی استعمال کی جاتی ہے جبکہ اسکرین پر نظر آنے والی تصویر کے بنانے میں برقی لہروں کے ذریعہ روشنی کے رنگوں کی لہریں استعمال کی جاتی ہیں جن کو کروڑہا مسامات والی فاسفورس لگی ہوئی شیٹ پر ڈال کر مطلوبہ منظر دکھایا جاتا ہے، جو ایک حقیقی منظر کے (بنسبت ہاتھ کے ذریعہ بنائی گئی تصویر کے) زیادہ قریب ہوتا ہے۔ تاہم یہ منظر بھی اصل مصور کا مثل ہوتا ہے عین یا عکس نہیں ہوتا جیسا کہ سابقہ صفحات میں مفصلاً گزر چکا ہے۔

پس فنی اور تکنیکی پہلو سے بھی ٹی وی اور کمپیوٹر کی تصویر تصویر محرم ہی ہے...(مسودہ ۳۰ تا ۱۳۳)

☆☆☆☆

امریکی عدالت کا فیصلہ

آج ایک وفاقی عدالت نے قرار دیا ہے کہ کمپیوٹر سے تیار کردہ بچوں کی فحش گرافک تصاویر اتنی ہی غیر قانونی ہیں جتنی روغنی کاغذ پہ چھپی ہوئی تصویر، غیر ڈویلپ شدہ فلم یا ویڈیو۔

یہ فیصلہ اس وقت سامنے آیا جب اسٹوارٹ ہانگنز نے خود اپنے ہی اعتراف جرم کی سزا کے خلاف اپیل دائر کی۔ اس پر الزام تھا کہ اس کے قبضہ میں کمپیوٹر سے تیار کردہ بچوں کی آٹھ فحش تصاویر ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے سولہ ایسی ڈیجیٹل تصاویر ریاستی کمپیوٹر لائنوں پر نشر کی ہیں، کم عمر بچوں کی جنسی تصویریں G.I.F(GRAPHIC INTERCHANG FORMAT) فائل کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ جیسا کہ اکثر ویب سائٹس پر تصویریں ہوتی ہیں۔

آج 9th سرکٹ یو ایس کورٹ آف اپیل نے ہانگنز کا یہ دعویٰ مسترد کر دیا کہ G.I.F فائلز بچوں کی فحش فلم سازی کے وفاقی قانون کے دائرہ اثر میں نہیں آتی۔

1996ء میں قانون کی تشریح کا دائرہ وسیع کر کے اس میں کمپیوٹر ڈسک میں جمع مواد (ڈیٹا) یا وہ الیکٹرانک ذرائع جو اس مواد کو تصاویر میں تبدیل کرنے پر قادر ہوں، ان کو قانون کی تشریح میں شامل کر دیا گیا۔

عدالتی فیصلہ میں کہا گیا: ”یہ پتہ لگانا کہ کانگریس کا ارادہ تھا کہ کمپیوٹر کے ذریعہ بچوں کی فحش تصاویر کی ترسیل کو غیر قانونی قرار دیا جائے، اس ابہام کے ہوتے ہوئے بھی یہ نتیجہ نکالنا کہ کانگریس نہیں چاہتی کہ G.I.F فائلز کو بصری تصاویر کی تشریح میں شامل کیا جائے، یہ سب کچھ محض ایک لغویت پر منتج ہے“۔ جج صاحبان نے مزید فرمایا: ”G.I.F فائلز محض ان بصری تصاویر کو جمع کرنے اور ان کی ترسیل کا ذریعہ ہی ہیں“۔

ماہ اگست کے دوران سان فرانسسکو میں ایک وفاقی جج نے بچوں کی جنسی فحاشی کے حوالے سے

ایک ایسے الگ قانون کی حمایت کی جو کمپیوٹر شبیہات سے متعلق ہو۔

یو ایس ڈسٹرکٹ جج سمیوئل کونٹی نے CHILD PORNOGRAPHY PREVENTION ACT کو جائز قرار دیا، جس کی رو سے کمپیوٹر کے ذریعہ ایسی تصاویر بنانا سنگین جرم قرار پایا۔

کونٹی نے اپنی رولنگ میں کہا کہ کانگریس کو یہ آئینی اختیار حاصل ہے کہ وہ بچوں کی ایسی "جعلی" فحش نگاری پر پابندی عائد کرے۔ درخواست گزاران نے یعنی THE FREE SPEECH COALITION نے اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی۔

عدالتی فیصلہ کی نقل کیس ٹائیٹل

آراء

مولوئے۔ ڈسٹرکٹ جج

حقائقِ مقدمہ ﴿۱﴾

مارک ہالنگز پر الزام تھا کہ اس کے پاس آٹھ عدد ایسی کمپیوٹر فائلز تھیں کہ جن میں بچوں کی فحش بصری تصویریں تھیں، جو کہ امریکی آئین کی دفعہ 18 U.S.C. Section 2252(a)(4)(B) کی خلاف ورزی ہے۔ ایک اور الزام بچوں کی فحش فلمیں بین الریاستی منڈی میں پھیلانے کا تھا جو کہ امریکی آئین کی دفعات 18 U.S.C. Section 2252(a)(1) کے خلاف ہے۔ ابتدائی بینچ ٹرائل میں اسے دونوں الزامات میں مجرم پایا گیا۔ اپیل میں اس نے دعویٰ کیا کہ وہ کمپیوٹر G.I.F. files فائلز جن سے یہ تصاویر اتاری جا سکتی ہیں وہ بصری تصویریں نہیں۔ جیسا کہ الزام سے متعلق قانون (statute) کی تشریح میں ہے۔

اس کے علاوہ اس کی دلیل تھی کہ الزام سے متعلق قانون میں وضع کردہ طریقہ کار کے متعلق معقول وارننگ نہیں دی ہے۔ ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

کسی قانون (statute) کی تشریح یا تشکیل کے لئے ملاحظہ ہو فلاں فلاں کیس۔

بحث-(II)

﴿الف﴾

سب سیکشنز (B)(4) & (1)(a)2252 کے تحت "یبن الریاستی" منڈی میں، ان بصری تصویریں کی ترسیل، کسی بھی ذریعہ سے، جن میں کمپیوٹر یا پوسٹ شامل ہیں، جس میں نابالغ بچوں کو واضح طور پر جنسی فعل میں مبتلا دکھایا گیا ہو، جرم قرار دیا گیا ہے۔ حوالہ 18 U.S.C. Section 2252(a)(1) (emphasis added) (اس پر زور دیا گیا ہے) اس کی رو سے تین یا اس زیادہ "مواد" جس میں ایسی بصری تصویریں ہوں، کا جان بوجھ کر قبضہ میں ہونا بھی غیر قانونی ہے۔ حوالہ 18 U.S.C. Section 2252(a)(4)(B)

جس وقت یہ واقعہ ہوا تو اس پر لاگو قانون میں تھا کہ: "بصری تصویروں میں غیر ڈیولپ شدہ فلم اور ویڈیو ٹیپ شامل ہیں"۔

حوالہ 18 U.S.C Section 2256(5) (Law. Co-op. 1991)

مذکورہ بالا سیکشن کے مطابق ڈسک میں جمع شدہ چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا تھا۔ 1996ء میں قانون کی تشریح کو وسعت دے کر اس میں کمپیوٹر ڈسک میں جمع وہ ڈیٹا (مواد) یا وہ الیکٹرانک ذرائع جو ان کو بصری تصویروں میں بدلنے پر قادر ہوں، کو شامل کر دیا گیا ہے۔ حوالہ 18 U.S.C. Section 2256(5) (Law. Co-op. 1991 & supp. 1997)

"کسی قانون کی تشریح کے وقت ہم سب سے پہلے قانون کی سادی سیدھی زبان کو دیکھتے ہیں،

جس سے اس قانون کی تمام دفعات (Provision) تشکیل دی گئی ہوں، جس میں اس کا مقصد اور پالیسی بھی شامل ہوں، تا کہ اس سے کانگریس کی نیت (ارادے) کا علم ہو سکے" (حوالہ Northwest Forest Rwsource Council v.Glickman, 82 (F.3d 825,830 (9th Cir. 1996)

اگر قانون واضح نہیں ہے تو پھر ہم قانون سازی کی تاریخ کو دیکھتے ہیں (حوالہ Id. at (830-31.

(۱) ہاکنگز کی دلیل یہ ہے کہ اس کا عمل (Condent) اس قانون کے دائرۂ اثر میں نہیں آتا، کیونکہ "بصری تصویروں" کی وہ تعریف جو سیکشن (5)2256 کے سابقہ الفاظ میں شامل ہے اس میں (اگر چہ) غیر ڈیویلپ شدہ فلم اور ویڈیو ٹیپ شامل ہیں، مگر اس میں کمپیوٹر ڈیٹا کا ذکر نہیں۔ تاہم سیکشن 2252 کے دونوں حصے، جس کے تحت ہاکنگز پر الزام عائد کیا گیا ہے، کمپیوٹر کے ذریعہ ایسی بصری تصویروں کی ترسیل پر قدغن ہیں، جن میں نابالغ بچوں کو واضح طور پر جنسی فعل میں مبتلا دکھایا گیا ہو۔ یہ سب (ملزم کی باتوں کا ماحصل) اس حماقت کا نتیجہ ہے کہ یہ معلوم کیا جانا چاہئے کہ آیا کانگریس کمپیوٹر کے ذریعہ بچوں کے جنسی افعال کی ترسیل کو غیر قانونی قرار دینے کی نیت رکھتا تھا یا نہیں؟ اس ابہام کے باوجود یہ نتیجہ نکالنا کانگریس کا ارادہ G.I.F فائلز کو بصری تصاویر کی تعریف میں شامل کرنا نہیں تھا (حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟)

(۲) بصری تصاویر کی سابقہ تعریف غیر ڈیویلپ شدہ فلم اور ویڈیو ٹیپ تک محدود نہیں۔ اس میں وہ آئیٹم ضرور داخل ہیں، لیکن ان کو اس طرح ڈرافٹ نہیں کیا گیا ہے کہ جس میں ان تمام آئیٹموں کی مکمل فہرست آجائے جو بصری فلم کی تشکیل کے لئے ضروری ہیں۔ (حوالہ 18 United States اس رائے کی تائید (U.S.C. Section 2256(5)(1991) v. Smith, 795 F.2d 841 (9th Cir. 1986) سے ملتی ہے۔

اسمتھ (Smith) نے کہا تھا کہ بچوں کی فحاشی سے متعلق قانون کی 1986ء سے پہلے والی تعریف میں بصری تصویر کی تعریف شامل نہیں۔ اسمتھ نے تین کمسن لڑکیوں کی مختلف اسٹیج کے فوٹو گراف لئے اور فلم کو ڈیولپنگ کے لئے بھیج دیا۔ فلم کی دھلائی کے بعد فوٹو کمپنی نے یو ایس پوسٹل انسپکٹرز کو اس کی اطلاع دے دی۔ اسمتھ پر بچوں میں فحاشی سے متعلق قوانین کے تحت مقدمہ قائم کر کے اسے تمام الزامات کے لئے سزا دی گئی۔ (حوالہ Id. at 844-45)

اپیل دائر کرنے پر اس عدالت نے اسمتھ کی اس دلیل کو رد کر دیا کہ "پراسس نہ شدہ اور ڈیولپ نہ شدہ فلم" متعلقہ قانون کی رو سے بصری تصویر کی تعریف میں نہیں آتیں۔ (حوالہ Id. at 846) اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ "کسی بھی بصری نقل (Image) کی رنگین فلم کو انسانی آنکھ کی مدد سے دیکھنے کے لئے لازم ہے کہ پہلے اسے ایک تفصیلی پراسس سے گزارا جائے" عدالت نے حتمی رائے دی۔

متعلقہ قانون کے دائرہ سے پراسس نہ شدہ فلم کو نکالنے کا عمل بچوں کی اُن جنسی فحاشی کے قوانین کی راہ میں حائل ہوگا جو بچوں کے جنسی افعال کی تشہیر کے انسداد کو روکنے کے ایک ضروری اقدام کے طور پر اٹھایا جاتا ہو۔ اسمتھ نے جس تشریح پر زور دیا ہے، وہ بچوں کی جنسی فحاشی کی بین الریاستی تجارت کو بلا روک ٹوک جاری رکھے گی، تا آنکہ نقش نگاری کی تعریف میں غیر ڈیولپ شدہ فلم کو شامل نہیں کیا جاتا۔

اس طرح کا سقم کانگریسی ارادے سے متصادم ہے۔ فلم کی غیر ڈیولپ شدہ حالت متاثرہ بچہ پر فلم سازی یا فلم سازی کی ترغیب یا اس کی غیر قانونی ترسیل کا باعث ہونے والے نقصان کو ختم نہیں کرتی۔ اس لئے ہمارا فیصلہ ہے کہ غیر ڈیولپ شدہ فلم "بصری تصویر" ہے۔ (حوالہ Id. at 846-47)

(۳) یہی معقولیت پسندی G.I.F فائلز پر لاگو ہوگی بحوالہ متن قانون ماقبل 1996ء جس

کی رو سے ہاکنز پر الزام عائد کیا گیا تھا۔ اس معاملہ میں G.I.F فائلز بچوں کی جنسی فحاشی کے مواد کو جمع کرنے اور ان کی ترسیل کا ذریعہ تھیں۔ گو کہ G.I.F فائلز کو تبدیل کرنے کے لئے ایک سافٹ ویئر پروگرام کی ضرورت ہے، تاہم G.I.F فائلز کی مشمولات کمپیوٹر اسکرین پر دیکھی جاسکتی ہیں یا حسب خواہش ان کی تصویری کاپی بنائی جاسکتی ہے۔

(۴) متعلقہ قانون میں 1996ء میں ترمیم ہوئی جس کی رو سے اس میں کمپیوٹر ڈیٹا (مواد) کو بالخصوص شامل کردیا گیا جیسا کہ G.I.F فائلز ("بصری تصویر بشمول وہ مواد جو کمپیوٹر ڈسک میں جمع ہوں یا وہ الیکٹرانک ذرائع، جو کہ تصویر میں متبدل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں") حوالہ 18 U.S.C.A. Section 2256 (West Supp. 1997) ہاکنز کہتا ہے کہ یہ ترمیم اس کی اس دلیل کی حمایت میں ہے کہ ماقبل 1996ء قانون G.I.F فائلز کا احاطہ نہیں کرتا۔ تاہم، کانگریس کو چاہیے کہ قانون میں ایسی ترمیم کرے جو محض موجودہ قانون کی وضاحت کرتا ہو، کسی غلط تشریح کی اصلاح کرتا ہو، یا غلط طور پر مقدمات کے فیصلوں کو رد کرتا ہو۔

چنانچہ کسی قانون میں ترمیم لازماً اس بات کی غماز نہیں کہ غیر ترمیم شدہ قانون اس کے برعکس ہے۔ حوالہ (United States v. Hawkins, 30 F.3d 1077, 1082 (9th Cir. 1994

ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ الزام لگائے جانے والے قانون کی رو سے کمپیوٹر G.I.F. files بصری تصویر کی تعریف میں آتی ہیں۔ دوہری ہیئت کی شکل (binary form) میں جاری کردہ بصری تصویر کی ابتداء و انتہاء فحاشیانہ ہے اور اس پر ہی کانگریس کو قدغن لگانی ہے۔

﴿ب﴾

(۵) ہم ہاکنز کے اس حملہ کو بھی مسترد کرتے ہیں جو اس نے قانون پر یہ کہتے ہوئے کیا ہے کہ ابہام کے باعث یہ قانون ناقابل نفوذ ہے۔ سپریم کورٹ نے United States v.)

یونائیٹڈ اسٹیٹس بمقابلہ لیئر، مقدمہ میں Lanier, 137 L.Ed. 2d 432 (1997))
نظریۂ ابہام کے خدوخال کو نمایاں کیا ہے۔ سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ: اولاً : ایکٹ (قانون)
مبہم نہیں ہو سکتا جسے عام سمجھ بوجھ والے آدمی اس کے معنی کا گمان تو کریں لیکن اس کے اطلاق پر
اختلاف کریں (حوالہ Id. at 442) دوم لینیٹی قاعدے (the rule of lenity) کا
اطلاق سختی سے جرائم سے متعلق ان قوانین تک محدود ہو، تاکہ ایسے مقدمات صحیح طور پر چلائے
جائیں جو ان کے دائرۂ اثر میں ہوں۔ (حوالہ Id.) سوم : عدالت کو سلاست بیان کی مطلوبہ سطح
تک قانون کی تعریف (تشریح) کرنی چاہیے۔ لیکن ہر ایسی تعریف اتنا "اچھوتا" بھی نہ ہو کہ جس
میں کوئی ایسی چیز ہو جسے کسی قانون یا کسی گذشتہ عدالتی فیصلہ نے معقول طریقہ سے اس دائرہ میں
ہوتا ظاہر کیا ہو۔

ہانگزر کی دلیل یہ تھی کہ جس قانون کے تحت الزام عائد کیا گیا ہے وہ آئینی طور پر مبہم ہے، کیونکہ
ایسی G.I.F. files کی ترسیل اور قبضہ کو، جو درحقیقت واضح طور پر بصری تصویریں تھیں، یہ
قانون اس بنیاد پر جرم ٹھہراتی ہے کہ وہ بصری تصویریں ہیں۔ اس قانون کا یہ پہلو عام آدمی کی عام
سمجھ اور ادراک سے بالاتر ہے جو اس کے مطالعہ کے وقت اس کے ذہن میں آتے ہیں۔

ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے، بلکہ یہ قانون لینیٹی اسٹینڈرڈ (کے کیسوں) کو مطمئن کرتا ہے۔

(۲) جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا کہ G.I.F. files فقط بصری تصاویر کو جمع کرنے اور ان
کی ترسیل اور محفوظ کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ قانون ایسے نابالغ بچوں کی بصری تصاویر کو جرم قرار دیتی
ہے جنہیں فحش جنسی افعال میں مبتلا دکھایا گیا ہو، خواہ کسی بھی غرض سے، اگرچہ بذریعہ کمپیوٹر ہی
کیوں نہ ہوں۔ حوالہ 18 U.S.C. Section 2252(a)(1),(4)(B)

اگر اس کے برعکس یہ مانا جائے کہ چاہے قانون کی مذکورہ تشریح اس بات کا تقاضہ کرتی ہو کہ
G.I.F. files کو خواہ مخواہ قانون کے دائرہ میں لایا جائے تو اس طرح کی توضیح کوئی نئی بات

نہیں جیسا کہ زیر بحث مقدمہ میں نظر آیا ہے۔ (دیکھیے Smith supra; اور مزید دیکھیے
United State v. Thomas, 74 F. 3d 701, 707 (6th Cir.
(1996 جس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ G.I.F. files فحاشی کے قانون میں آتے ہیں،
اگرچہ خاص طور پر اسے جرم کی تاریخ میں نہیں لایا گیا۔ کیونکہ وہ خاص طریقہ جس کے تحت یہ تصاویر
حرکت کرتی ہیں، ان کی کمپیوٹر اسکرین پر قابل دید ہونے کی صلاحیت پر اثر انداز نہیں ہوتی، جب
انہیں کمپیوٹر اسکرین پر چلایا جائے (خواہ بہت دور ہونے والے وقوعہ کی براہ راست ترسیل کے طور
پر) یا ان کی اس صلاحیت پر کہ (مثلاً) اس بہت دور ہونے والے وقوعہ کی تخت کاغذ پر پرنٹ نکالی
جائے۔

لہٰذا ہاکنگز کے پاس مناسب تنبیہ اور وارننگ موجود تھی کہ G.I.F. files کے ذریعہ ان
بصری تصاویر کی ترسیل اس قانون کی خلاف ورزی ہے۔

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆
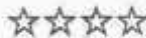
ڈیجیٹل تصویر کے بارے میں مقتدر علماء و مفتیان کرام کا فیصلہ

درج ذیل مقتدر علماء کرام کا فیصلہ یہ ہے کہ ڈیجیٹل کیمرے کے ذریعے جو شبیہ اور منظر وجود میں آتا ہے وہ بھی تصویر ہے اور حرام ہے۔ ان میں دار العلوم دیوبند کے علماء و مفتیان کرام بھی شامل ہیں۔ ان تمام حضرات علماء کرام و مفتیان عظام کے فتاوی حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن امروہی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کی حرمت پر مفصل و مدلل فتویٰ" میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہیں..... البتہ ان میں سے چند اہم فتاویٰ قارئین کے سہولت کے لئے یہاں نقل کئے گئے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیر آبادی، مفتی دار العلوم دیوبند (۲) حضرت مولانا محمود حسن بلند شہری (۳) حضرت مولانا فخر الاسلام (۴) حضرت مولانا وقار علی (۵) حضرت مولانا زین الاسلام قاسمی، دار الافتاء دار العلوم دیوبند (۶) حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (۷) حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان، جامعہ اشرفیہ لاہور (۸) حضرت مولانا مفتی محمد عبد المجید دین پوری، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن (۹) حضرت مولانا محمد یوسف افشانی (۱۰) حضرت مولانا مفتی منظور احمد مینگل، دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی (۱۱) حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری (۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم دین پوری (۱۳) حضرت مولانا محمد زکریا (۱۴) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن، دار الافتاء ختم نبوۃ کراچی (۱۵) حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان (۱۶) حضرت مولانا صفی اللہ، دار الافتاء جامعہ احسن العلوم کراچی (۱۷) حضرت مولانا مفتی عبد الغفار، دار الافتاء جامعہ اشرفیہ سکھر (۱۸) حضرت مولانا مفتی گل حسن، جامعہ اسلامیہ دار العلوم رحیمیہ کوئٹہ (۱۹) حضرت مولانا مفتی محمد عمر فاروق، جامعہ قاسم العلوم ملتان (۲۰) حضرت مولانا مفتی عمران طارق دار العلوم کبیر والا (۲۱) حضرت مولانا مفتی محمد روزی خان، دار الافتاء ربانیہ کوئٹہ (۲۲) حضرت مولانا مفتی احتشام الحق آسیا بادی، جامعہ رشیدیہ تربت

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن الخیرآبادی صاحب مدظلہم کا فتویٰ

رئیس دارالافتاء دارالعلوم دیوبند (الہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دارالافتاء کا تفصیلی فتویٰ پڑھا، ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ کمپیوٹر اسکرین یا ٹی وی اسکرین پر جو مناظر آتے ہیں یہ تصاویر میں داخل ہیں یا نہیں؟ ایک ماہ قبل پاکستان کے بہت سارے علماء کرام اور مفتیان کرام کے فتوے ہمارے پاس آئے تھے اور یہ بنگلہ دیش کے مفتی عبدالرحمٰن صاحب نے بھیجے تھے اور اس سلسلہ میں دارالعلوم کا موقف معلوم کیا تھا۔ تو ہم نے جو جواب انھیں لکھا تھا اسی کی ایک فوٹو کاپی آپ کی خدمت میں ارسال کررہے ہیں آپ کے دارالافتاء سے جو فتویٰ صادر ہوا ہے وہ صحیح ہے۔ حیرت ہے کہ ان تصاویر کے عواقب کو جانتے ہوئے کیسے جواز کا فتویٰ مجوزین نے دے دیا ہے؟ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

۲۱/۵/۱۴۳۰ھ

(کتاب: ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کی حرمت پر مفصل اور مدلل فتویٰ، صفحہ ۷)

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند (الہند) کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم ومکرم گرامی مرتبت حضرت مہتمم صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ نے فتاوے ارسال کر کے دارالعلوم دیوبند کا موقف معلوم کیا ہے اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ڈیجیٹل سسٹم کے تحت اسکرین پر جو مناظر یعنی تصویر وغیرہ آتی ہے، وہ سب شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں۔ یہ سینما کی تصویروں کے مثل ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ سینما سے ریز سامنے سے ڈالی جاتی ہیں اور ٹی وی میں پیچھے سے، جو مفاسد سینما کی تصویروں سے پیدا ہوتے ہیں وہی سارے مفاسد ٹی وی کی تصویروں سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان تصاویر کا دیکھنا شرعاً ناجائز قرار دیا جائے گا۔ دارالعلوم دیوبند کے ارباب افتاء کا فتویٰ اور موقف یہی ہے البتہ شرعی ضرورت اور اضطرار کی حالت کے احکام اور ہونگے۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۰/۳/۲۸ھ

صحیح محمود حسن غفرلہ بلند شہری

الجواب صحیح فخر الاسلام عفی عنہ

الجواب صحیح وقار علی غفرلہ

زین الاسلام قاسمی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

(کتاب: ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کی حرمت پر مفصل اور مدلل فتویٰ، صفحہ ۹)

ٹی وی چینل کے ذریعے تبلیغ کرنے کا حکم

تبلیغ دین کا مقصد دین کو عام کرنا اور بے دینی، منکر اور گمراہی کو ختم کرنا ہے۔ جبکہ تصویری طریقہ تبلیغ میں مبلغ صاحب تصویر (جو ایک خطرناک قسم کی گمراہی ہے اور احادیث مبارکہ میں اس پر درجنوں وعیدیں آئی ہیں) کو عام کر رہا ہے۔ اور تبلیغ دین کا ہر وہ طریقہ جس میں منکر کا ارتکاب ناگزیر ہو، یا مقصد تبلیغ کے خلاف ہو، ناجائز اور حرام ہے، اور مسلمان نہ تو ایسے طریقہ تبلیغ کے مکلف ہیں اور نہ ہی اس کے اختیار کرنے کے مجاز ہیں، بلکہ اختیار کرنے کی صورت میں شدید مواخذہ اور پکڑ ہوگی۔

دوسروں کو دیندار بنانے کے لئے نہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ناجائز اور حرام کاموں کا حکم دیا ہے اور نہ ہی نفس الامر میں پورے طور پر یہ طریقہ مفید ہو سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک خدا ترس، امت کے غم خوار، نفوس قدسیہ اور اللہ والوں نے منکرات کے راستے سے نہ تو خود تبلیغ کی ہے اور نہ ہی اس کو جائز سمجھا ہے۔

حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ ٹی وی پر تقریر کرنے کی درخواست کی گئی تو اس کو رد کرتے ہوئے صاف انکار فرما دیا۔

اس واقعہ کی تفصیل بتاتے ہوئے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم لکھتے ہیں:

"کونسل کی نشستوں میں ایجنڈے سے باہر کی باتیں بھی بعض اوقات چھڑ جاتی ہیں، اسی سلسلے میں درخصل ہوا یہ تھا کہ بعض حضرات نے مولانا (محمد یوسف بنوری) رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمائش کی تھی کہ وہ ٹیلی ویژن پر خطاب فرمائیں، مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ نے ریڈیو پر تو خطاب کرنے کو تو قبول کر لیا تھا، لیکن ٹیلی ویژن پر خطاب کرنے سے معذرت فرما دی تھی کہ یہ میرے مزاج کے خلاف ہے۔ اسی دوران غیر رسمی طور پر یہ گفتگو بھی آئی تھی کہ فلموں کو مخرب اخلاق عناصر سے پاک کر کے

تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ تھا:

اس سلسلہ میں ایک اصولی بات کہنا چاہتا ہوں، اور وہ یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو، لوگوں کو پکا مسلمان بنا کر چھوڑیں، ہاں اس بات کے مکلف ضرور ہیں کہ تبلیغ دین کے لئے جتنے جائز ذرائع و وسائل ہمارے بس میں ہیں ان کو اختیار کر کے اپنی پوری کوشش صرف کردیں۔ اسلام نے ہمیں جہاں تبلیغ کا حکم دیا ہے، وہاں تبلیغ کے باوقار طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں، ہم ان طریقوں اور آداب کے دائرے میں رہ کر تبلیغ کے مکلف ہیں، اگر ان جائز ذرائع اور تبلیغ کے ان آداب کے ساتھ ہم اپنی تبلیغی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو عین مراد ہے، لیکن اگر بالفرض ان جائز ذرائع سے ہمیں مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو ہم اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ناجائز ذرائع اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں، اور آداب تبلیغ کو پس پشت ڈال کر جس جائز و ناجائز طریقے سے ممکن ہو، لوگوں کو اپنا ہموا بنانے کی کوشش کریں۔ اگر ہم جائز وسائل کے ذریعے اور آداب تبلیغ کے ساتھ ہم ایک شخص کو بھی دین کا پابند بنادیں گے تو ہماری تبلیغ کامیاب ہے، اور اگر ناجائز ذرائع اختیار کر کے ہم سو آدمیوں کو بھی اپنا ہمنوا بنالیں تو اس کامیابی کی اللہ کے یہاں کوئی قیمت نہیں۔ کیونکہ دین کے احکام کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ دین کی نہیں کسی اور چیز کی تبلیغ ہوگی۔ فلم اپنے مزاج کے لحاظ سے بذات خود اسلام کے احکام کے خلاف ہے، لہٰذا ہم اس کے ذریعے تبلیغ دین کے مکلف نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص جائز اور باوقار طریقوں سے ہماری دعوت کو قبول کرتا ہے تو ہمارے دیدہ و دل اس کے لئے فرش راہ ہیں، لیکن جو شخص فلم دیکھے بغیر دین کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہو، اُسے فلم کے ذریعے دعوت دینے سے ہم معذور ہیں، اگر ہم یہ موقف اختیار نہ کریں تو آج ہم لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لئے استعمال کریں گے کل بے حجاب خواتین کو اس مقصد کے لئے استعمال

کیا جائے گا، اور رقص وسرود کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی، اس طرح ہم تبلیغ کے نام پر خود دین کے ایک ایک حکم کو پامال کرنے کے مرتکب ہوں گے۔

یہ کونسل میں مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ کی آخری تقریر تھی اور غور سے دیکھا جائے تو یہ تمام دعوت دین کا کام کرنے والوں کے لئے مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ کی آخری وصیت تھی جو لوح دل پر نقش کرنے کے لائق ہے۔" (نقوش رفتگاں ۱۰۴،۱۰۵)

پچیس تیس سال پہلے جب "فجر اسلام" اور "محمد رسول اللہ" وغیرہ نامی فلمیں بنائی جارہی تھیں، اور یہ تاثر دیا جارہا تھا کہ ان فلموں کے ذریعے اسلام کی اشاعت وتبلیغ اور خدمت ہوگی، اس زمانے میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے جامعہ دارالعلوم کے ماہنامے "البلاغ" میں ان اسلامی فلموں پر رد کرتے ہوئے کئی ایک تفصیلی مضامین لکھ کر یہ ثابت فرمایا ہے کہ اسلام کے پھیلانے کے طریقے اور ہیں اور کفر وضلالت کے پھیلانے کے طریقے اور۔ فلموں اور تصویروں کے ذریعہ کفر وضلالت کی تبلیغ تو ہوسکتی ہے، اسلام اور معروفات کی تبلیغ نہیں ہوسکتی۔

ان تفصیلی تحریرات کے چند اقتباسات ذیل میں ملاحظہ ہوں:

اقتباس نمبر ۱ :

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم لکھتے ہیں:

اس فلم کے بارے میں ایک اور پروپیگنڈہ بڑے شدومد سے یہ کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ میں بڑی مدد ملی ہے۔ اور ہزاروں غیر مسلم اسے دیکھ کر مسلمان ہوگئے ہیں۔ اول تو یہ بات بھی پچھلی بات کی طرح بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔ ایک معمولی سمجھ کے انسان کے لئے بھی یہ باور کرنا مشکل ہے کہ ایسی فلم کو دیکھ کر ہزاروں انسان اسلام میں داخل ہوگئے ہوں۔ لیکن اگر بالفرض یہ تماشا دیکھ کر کچھ لوگوں کے دل واقعی اسلام کی طرف مائل ہوتے ہیں تو آخر یہ کیوں فرض کرلیا گیا کہ اسلام کی تبلیغ اور لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے ہر طریقہ استعمال کرنا جائز ہے خواہ وہ اسلامی

اصولوں کے کتنا خلاف ہو اگر "تبلیغ اسلام" کی خاطر اس دلیل کو قبول کر لیا جائے تو کل کو یہی دلیل بنفسِ نفیس سرکارِ دو عالم ﷺ کی شبیہ دکھانے کے لئے بھی پیش کی جا سکتی ہے

"تبلیغ اسلام" کا اتنا "درد" رکھنے والے ان حضرات کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام نے اپنی تبلیغ کے لئے بھی کچھ خاص اصول مقرر فرمائے ہیں، جو تبلیغ ان اصولوں کو توڑ کر کی جائے وہ اسلام کے ساتھ دوستی نہیں، دشمنی ہے۔ یہ کوئی عیسائیت یا کمیونزم نہیں ہے جو اپنے نظریات کے پرچار کے لئے ہر جائز و ناجائز طریق کار کو روا رکھتا ہو، جسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے اپنے اکابر کی حرمت کا بھی پاس نہ ہو اور جو دنیا میں محض ہم نواؤں کی تعداد بڑھانے کے لئے اپنی عورتوں کی عصمت بھی داؤ پر لگانے کے لئے تیار ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اگر کسی زمانے یا کسی خطے کے لوگ موسیقی کے ذریعے اسلام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں تو کیا "تبلیغ اسلام" کی خاطر طبلے سارنگی پر قرآن سنانے کی اجازت دے دی جائے گی؟ اگر کسی علاقے کے لوگوں کا سرکار دو عالم ﷺ کی شبیہ دیکھ کر مسلمان ہونا ممکن ہو تو کیا مسلمان (معاذ اللہ) آپ ﷺ کی فرضی تصویر شائع کرنے کو تیار ہو جائیں گے؟ اگر مسلم عورتوں کے رقص و سرود سے متاثر ہو کر کچھ لوگ مسلمان ہونے پر آمادہ ہوں تو کیا ان کے پاس "تبلیغ اسلام" کے لئے رقاصاؤں کے طائفے بھیجے جائیں گے؟

یہ آخر کیا طرزِ فکر ہے کہ دنیا میں جس جس برائی کا چلن عام ہو جاتا ہے اسے نہ صرف جائز اور حلال کرتے جاؤ بلکہ اسلام کی تبلیغ و ترقی کے لئے اس کے استعمال کو بھی ناگزیر قرار دو، آنحضرت ﷺ کے جس سیرت طیبہ کو فلما کر اسے تبلیغ اسلام کا نام دیا جا رہا ہے اس سیرت طیبہ کا سبق تو یہ ہے کہ حق کی تبلیغ و اشاعت صرف حق طریقوں سے ہی کی جا سکتی ہے۔ اگر حق کی تبلیغ کے لئے اس میں کسی باطل کی آمیزش اسلام کو گوارا ہوتی تو عہد رسالت کے مسلمانوں کو وہ اذیتیں برداشت نہ کرنی پڑتیں جن کے واقعات پر اس فلم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ عہد رسالت کے مسلمانوں کو سب سے بڑی

تربیت تو یہ دی گئی تھی کہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے ہر غلط بہاؤ کے آگے سپر ڈالنے کے بجائے زندگی کی آخری سانس تک اس سے لڑنے اور اسے صحیح سمت کی طرف موڑنے کی جدوجہد کریں اور اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔ اگر یہ بزرگ ایسا نہ کرتے اور زمانے کی ہر پھیلی ہوئی برائی کے آگے ہتھیار ڈالتے جاتے تو آج دین کی کوئی قدر بھی اپنے اصلی شکل میں محفوظ نہ رہ سکتی۔

(مضمون: عہد رسالت کی قلم بندی، کتاب: اصلاح معاشرہ ۱۳۲،۱۳۳)

اقتباس نمبر ۲ : ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

اس لئے اسلام نے جہاں ہمیں تبلیغ دین کا حکم دیا ہے وہاں اس کے کچھ اصول اور آداب بھی بتائے ہیں، ان اصول و آداب کو توڑ کر اور اسلامی تعلیمات کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ اسلام کی نہیں، کسی اور مذہب کی تبلیغ ہوگی اور اگر بالفرض اس تبلیغ سے کوئی ہم نوا جماعت تیار ہوئی بھی تو وہ اسلام کی مطلوب جماعت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ہمیں معلوم ہے کہ اسلام کے سوا دوسرے بہت سے مذاہب اور نظریات میں اپنی اشاعت و تبلیغ کے لئے وہ سارے صحیح و غلط طریقے اختیار کیئے ہیں جن سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی جاسکے۔ اس غرض کے لئے رقص و سرود کی محفلیں بھی گرم کی گئی ہیں، مال و دولت اور حسن و شباب کا لالچ بھی دیا گیا ہے اور اپنی اسلاف کی عزت و ناموس کو بھی بھینٹ چڑھانے سے دریغ نہیں کیا گیا، لیکن اسلام اپنی دعوت و تبلیغ کے لئے ان طریقوں کو اختیار کرنے سے معذور ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد محض مردم شماری کے رجسٹر میں مسلمانوں کی تعداد بڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ ایک اصولی اور عملی دین ہے اس کا مقصد انسانیت کی اصلاح اور قلب و ذہن کی تطہیر ہے، وہ اپنی تبلیغ کے نام پر وہ راستے اختیار نہیں کر سکتا جو انسانیت کو تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ (مضمون: اس اشتعال انگیز ظلم کو روکیئے، کتاب: اصلاح معاشرہ: ۱۴۷،۱۴۸)

اقتباس نمبر ۳ : ایک اور مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

سب سے پہلے تو یہ غلط فہمی ذہن سے دور کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں تبلیغ ودعوت کا کوئی اصول مقرر نہیں ہے، اور جب جس شخص کا جی چاہے، تبلیغ اسلام کے لئے کوئی بھی ایسا ذریعہ استعمال کرسکتا ہے جو دوسروں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ بعض دوسرے تبلیغی مذاہب میں بے شک یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے ہر اچھے برے طریقے کو نہ صرف جائز سمجھتے ہیں، بلکہ اس پر بے جھجک عمل بھی کرتے ہیں، اپنے نام لیواؤں کی مردم شماری بڑھانے کے لئے لالچ ڈراوے اور دھوکہ فریب سے لے کر کھیل تماشے تک ہر طریقہ ان کے نزدیک جائز ہے۔ اگر اس غرض کے لئے انہیں اپنی عورتوں کو بے عزت کرنا پڑے تو اس سے بھی نہیں چوکتے، اور اگر اپنی مقدس شخصیتوں کے وقار سے کھیلنا پڑے تو اس سے بھی انہیں کوئی دریغ نہیں۔ عیسائی مشنریوں کا طریق کار یہ ہے کہ بائبل کی طرف لوگوں کو مائل کرنے کے لئے بائبل کے باتصویر نسخے عام ہیں، جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ایسی حیا سوز تصویریں کھلم کھلا شائع ہو رہی ہیں جنہیں دیکھ کر ایک شریف انسان کی پیشانی عرق عرق ہو جائے۔ بائبل کے مختلف قصوں پر مشتمل فلمیں تیار کی جاتی ہیں، اور ان میں ''دلچسپی'' پیدا کرنے کے لئے ان میں عشقیہ قصوں کی پوری ڈھٹائی کے ساتھ آمیزش کردی جاتی ہے، تاکہ نوعمر لوگ انہیں ذوق وشوق کے ساتھ دیکھ سکیں...... اس کے علاوہ لوگوں کو راغب کرنے کے لئے رقص وسرود کے ایسے پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں جن کے درمیان کلیسا میں آنے کی دعوت دی جاتی ہے، غرض تبلیغ ودعوت کے طریقے لوگوں کی خواہشات نفس کے تابع آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلام نے جہاں تبلیغ ودعوت کو ضروری قرار دیا ہے، وہاں اس کے باوقار آداب بھی بتلائے ہیں، لہٰذا اسلام کے لئے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ وہ لوگوں کی خواہشات نفس کی اصلاح کے بجائے اپنی دعوت وتبلیغ کو ان خواہشات کا تابع محمل بنادے۔ اسلام کا مقصد صرف اپنے نام نہاد پیرووں کی مردم شماری میں اضافہ کرنا نہیں، بلکہ ایسے انسان تیار کرنا ہے جو اپنی خواہشات نفس

کے بجائے اللہ کے احکام کے تابع ہوں۔ اسلام کی دعوت کا ایک خاص وقار ہے، اور اس وقار کو ملحوظ رکھے بغیر دعوت کا جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے گا وہ اسلام کا نہیں، کسی اور دین کا طریقہ ہوگا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اسلام کی سنجیدہ اور باوقار تعلیمات کو کھیل تماشا بنا کر پیش کرنے سے اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے تو وہ اسلام کے مزاج و مذاق سے سنگین حد تک ناواقف ہے، اسلام انسانوں کو خواہشات نفس کی غلامی سے نکال کر خدائے واحد کی غلامی میں لانے کے لئے آیا ہے اور اگر وہ ان خواہشات کے آگے سپر ڈال کر خود اپنی تبلیغ کے لئے وہ طور طریقے اختیار کرنا شروع کردے جو اس کے نزدیک ناجائز یا نامناسب ہیں تو یہ آپ اپنی تردید کے مترادف ہوگا۔

اقتباس نمبر ٤ : آگے تحریر فرماتے ہیں:

پھر کیا کوئی فلم تصویروں سے خالی ہو سکتی ہے؟ کیا کسی ایسی فلم کا تصور کیا جا سکتا ہے جس میں نامحرم عورتیں بے حجاب ہو کر سامنے نہ آئیں؟ کیا کوئی فلم آج تک موسیقی سے پاک تیار کی گئی ہے؟ سوال یہ ہے کہ وہ کبائر جن کو مٹانا اسلام کے اولین مقاصد میں شامل ہے، ان کا ارتکاب کر کے اس مصنوعی ناٹک کو قرآنی مضامین کا نام دینا قرآن کریم کے ساتھ کھلا کھلم مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ آخر کون سی تبلیغ اسلام ہے جو خدائی احکام کی صریح خلاف ورزی کر کے انجام دی جا رہی ہے؟ اور جس کے ذریعے ان گناہوں کی برائی تک کا احساس دلوں سے مٹایا جا رہا ہے؟

کہا جاتا ہے کہ ان فلموں کے ذریعے ان لوگوں تک قرآنی مضامین پہنچانے مقصود ہیں جو کبھی مسجد میں آ کر کوئی وعظ نہیں سنتے، جنہیں دینی کتابوں کے مطالعے سے دلچسپی نہیں ہے، اور جن کو بذات خود قرآن کریم پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ لیکن اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں جو اصولی گذارشات ہم نے اوپر پیش کی ہیں، ان کے پیش نظر اس دلیل میں رتی برابر وزن نہیں ہے۔ جو لوگ قرآنی مضامین کو فلم اور ڈرامے کے سوا کسی اور ذریعے سے سننے کے لئے تیار نہیں ہیں، اسلام اور قرآن ان کو اپنے مضامین سنانے سے بے نیاز ہے، اور جن لوگوں کے حلق سے دین کی کوئی

بات اس وقت تک نہ اترے جب تک ایک رنگین فلم کی شکل میں پیش نہ کیا جائے، ایسے لوگوں کو قرآن سے بھی کوئی ہدایت نصیب بھی نہیں ہوسکتی، قرآن کریم نے اپنی پہلی ہی آیت میں فرمادیا ہے کہ:

ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین

"اس کتاب میں کوئی شک نہیں اور یہ ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں"

لہٰذا جن لوگوں میں حق کی کوئی طلب یا تلاش نہ ہو، اور جو کھیل تماشے کے بغیر دین کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوں، آپ ان کے سامنے ایسی ہزار فلموں کے ذریعے تمام قرآنی مضامین بیان کردیجئے، انہیں اس سے وہ ہدایت رتی برابر بھی حاصل نہ ہوگی جو قرآن کریم کا اصل مقصد اور اس کو حقیقۃً مطلوب ہے، جن لوگوں کے دل میں از خود حق تک پہنچنے کی کوئی ادنیٰ تڑپ نہیں ہے، اور جو حق تک پہنچنے کے حقیقی راستوں سے اپنے آپ کو نہ صرف مستغنی اور بے نیاز سمجھتے ہیں، بلکہ ان سے نفرت اور اعراض کا معاملہ کرتے ہیں، ان کے لئے خود قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے کہ:

اما من استغنی فانت لہ تصدیٰ و ما علیک الا یزکیٰ

"رہے وہ لوگ جو (حق سے) مستغنی ہیں، تو آپ ان کے پیچھے پڑتے ہیں؟ حالانکہ اگر وہ (دین حق قبول کرکے) پاک نہ ہوں تو آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں"

ایسے لوگوں کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ دین کو ان کو خواہشات کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنے سے ان کی اصلاح ہوجائے گی، انتہا درجے کی خام خیالی کے سوا کچھ نہیں۔

(مضمون: قصص القرآن کی فلم بندی، کتاب: اصلاح معاشرہ ۱۵۰ تا ۱۵۴)

حاصل یہ کہ یہ اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے کہ تصویر کے ذریعہ تبلیغ جہالت اور مستقل گمراہی ہے، اس اجماع کے مقابل اگر کسی نے جواز کی رائے دی تو اس کی اس رائے کی وجہ سے نہ تو مسئلہ اختلافی بنے گا اور نہ ہی اس اجماعی مسئلہ کی قوت میں کوئی فرق آئے گا کسی کے لئے اس خلاف اجماع رائے پر عمل کرنے کی رخصت اور گنجائش نہیں۔

آج کل اختلاف اور خلاف کی اصطلاح سے ناواقفیت کی بنا پر عام لوگ خلاف کو بھی اختلاف سمجھنے لگتے ہیں۔

نیز تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ وہ علماء جنہوں نے اجماعی مسئلہ کے خلاف رائے قائم کی ہے وہ خود بھی عوام الناس کو یہ باور کرانے کے درپے رہتے ہیں کہ ان سے اپنے خلاف کو اختلاف منوایا جائے اور ان کے ذہنوں سے اجماعی مسئلہ کی قوت، عظمت اور اہمیت ختم ہو جائے۔

ایسے حالات میں بس اللہ تعالیٰ ہی سے یہ التجاء ہے کہ وہ اپنے فضل ورحمت سے ہمارے دلوں میں اجماعی مسئلہ کی اہمیت کو مضبوطی کے ساتھ قائم اور جمائے رکھے اور خلاف کے تاثر سے محفوظ فرمادیں، اگرچہ وہ خلاف کسی بڑی شخصیت کی طرف منسوب کیوں نہ ہو۔

ٹی وی چینل کے ذریعہ تبلیغ کے جواز کی ایک وجہ اور اس کا رد

بعض کہتے ہیں کہ ٹی وی کی اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر تصویر نہیں، بلکہ عکس ہے، اور عکس کا دیکھنا جائز ہے لہٰذا ٹی وی تبلیغی چینل جائز بلکہ کارِ ثواب اور موجب اجرِ عظیم ہے۔

جواب: (۱) ہم قواعدِ فقہیہ مسلّمہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہ عکس نہیں بلکہ تصویر ہی ہے۔

(۲) دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے درج ذیل فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنا بر تسلیم عکس بھی ٹی وی چینل کے ذریعہ تبلیغ جائز نہیں۔

ٹی وی پر دینی پروگرام سے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن بے شمار منکرات ومحرمات اور فواحشات پر مشتمل ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) گانا بجانا، ساز وسارنگی اور ڈھولک ازروئے شرع قطعاً ناجائز ہیں اور ٹی وی کے اکثر پروگرام اسی پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے تو تصاویر کے بغیر بھی کوئی پروگرام دیکھنا اور سننا جائز نہیں۔

(۲) نامحرم مرد کا عکس کسی نامحرم عورت کو، اور نامحرم عورت کا عکس یا تصویر نامحرم مرد کو دیکھنا جائز نہیں۔ ٹی وی کے پروگرام نامحرم مرد و عورت ہی پر مشتمل ہوتے ہیں، اور عام دیکھنے والے بھی نامحرم ہی ہوتے ہیں۔

• (۳) پروگرام خواہ کسی نوعیت کا ہو، ٹی وی کے جو عام اثرات سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں کہ بے حیائی، بے غیرتی، بے شرمی، بے ادبی، فحاشی اور دیگر جرائم میں نہایت تیزی سے اضافہ ہورہا ہے اور پورا مسلم معاشرہ تباہ ہو کر رہ گیا ہے، ظاہر ہے کہ ٹی وی کے حاصل اور انجام کو دیکھا جائے گا اور انجام بالکل خلاف شرع اور انتہائی خطرناک ہے.........الخ

(اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی، حضرت مفتی عبد الرؤف سکھروی اور حضرت مفتی اصغر علی دامت برکاتہم چاروں حضرات کے دستخط ہیں)

تنبیہ: کیا ایسا انتظام کرنا کہ مرد کا عکس صرف مرد اور عورت کا صرف عورت دیکھے، ممکن ہے؟ ظاہر ہے کہ دور حاضر میں اس کی پابندی لگانا کہ مبلغ صاحب کا عکس صرف مرد ہی دیکھیں اور مبلغہ صاحبہ کا عکس صرف خواتین ہی دیکھیں، کسی کے بس میں نہیں۔ جب یہ انتظام عادۃً ممکن ہی نہیں، تو عکس ماننے کی صورت میں بھی ٹی وی چینل کا جواز ثابت نہ ہوگا اور دار العلوم کراچی کے مندرجہ بالا فتویٰ کے مطابق بھی یہ چینل ناجائز، حرام اور گمراہی پھیلانے کا سبب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گمراہی سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور دین پھیلانے کے وہ ذرائع اور طریقے جن کے جواز میں کسی قسم کا شبہ نہیں اور جن کے اختیار کرنے کے ہم مکلف بھی ہیں، کو اختیار کرنے کی ہمت عطاء فرمائیں، اور مغربیت کے تاثر سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب کی چند کتابیں